بانی: مجتہد العصر مفتی دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ
بیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

یداللہ علی الجماعۃ۔ ترمذی
لاجماعۃ الابامارۃ۔ دارمی

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

جماعت اہلحدیث کا خصوصی ترجمان

مُدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

نگرانِ اعلیٰ
عارف سلمان روپڑی

فون 7656730
فیکس 7659847

جلد 56 | جمعۃ المبارک 12 جمادی الثانی 1433ھ 4تا10 مئی 12ء | شمارہ 18

شرک کی حقیقت

شرک صرف یہی نہیں کہ کسی پیر، فقیر، ولی، نبی کو اللہ تعالیٰ کے برابر یا اس کے مدمقابل کھڑا کیا جائے بلکہ شرک یہ بھی ہے کہ جو چیزیں اللہ پاک نے اپنی ذات مبارکہ کے لیے مخصوص فرمائی ہیں اور بندوں پر بندگی کی علامتیں قرار دی ہیں انہیں غیروں کے آگے بجا لایا جائے۔ مثلاً...... سجدہ، اللہ کے نام کی قربانی، منت، مشکل کے وقت پکارنا، اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ کو ہر جگہ حاضر سمجھنا، قدرت وتصرف وغیرہ میں دوسروں کو بھی حصے دار ماننا یہ سب شرک کی مختلف قسمیں ہیں۔ حالانکہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہی مخصوص ہے اور وہی ذات ہی عبادت وریاضت کے لائق ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ مشکل کے وقت اللہ ہی کو پکارا جاتا ہے، وہی ہر جگہ حاوی ونگراں ہے اور ہر طرح کا تصرف واختیار اس کے قبضہ قدرت میں ہے اگر ان میں سے کوئی صفت غیر اللہ میں بھی مانی جائے تو یہ شرک ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بت پرستوں کی طرح یہودیوں اور عیسائیوں پر بھی عتاب کیا ہے حالانکہ وہ بت پرست نہ تھے البتہ وہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاءؒ سے ایسا معاملہ رکھتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الھا واحدا لاالہ الاھو سبحانہ عمایشرکون o﴾ ''انہوں نے اللہ کے بجائے اپنے علماء اور درویشوں کو رب بنالیا اور مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ انہیں ایک ہی اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو مشرکوں کے شرک سے پاک اور بلند و بالاتر ہے۔'' [التوبہ]

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.com

ابوعکاشہ عبداللطیف حلیم

ثمرات استغفار (استغفار کے فوائد)

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: لولم تذنبوا لذهب الله بکم ولجاء بقوم يذنبون فيستغفرون الله فيغفر لهم. (صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب فی الحض علی التوبة والفرح بها حدیث: ٢٧٤٩)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ تمہیں لے جاتا اور ایسی قوم کو پیدا فرماتا کہ جو گناہ کرتے اور پھر اللہ سے استغفار کرتے تو اللہ انہیں معاف فرما دیتا۔ استغفار کے بہت سے فوائد ہیں:

1: گناہوں کی معافی: جو اپنے گناہ کا اعتراف کرلے اس کو معاف کردیا جاتا ہے۔

2: اللہ کی رضا و محبت کا حصول: استغفار کرنا لازمی امور سے ہے، اس لیے کہ استغفار اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی محبت اور رضا کا موجب بنتی ہے۔

3: اللہ کی رحمت: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **لولا تستغفرون الله لعلکم ترحمون** (النمل: ٤٦) تم اللہ سے استغفار کیوں نہیں کرتے کہ تم پر رحم کیا جائے۔

4: رفع عذاب: استغفار کرنے سے عذاب ٹل جاتے ہیں (یعنی مصائب دکھ اور غم دور ہو جاتے ہیں) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **وما کان الله معذبهم وهم يستغفرون** (الانفال: ٣٣) ان (مشرکین) کی استغفار کرنے کی وجہ سے اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا۔

5: خیر کثیر اور برکات کا نزول: استغفار کرنے سے بہت سی خیر و برکات کا نزول ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **ويقوم استغفروا ربکم ثم توبوا اليه يرسل السماء عليکم مدرارا. ويزدکم قوة الی قوتکم** (هود: ٥٢) (ہود علیہ السلام نے کہا) اے اللہ میری قوم! تم اپنے رب سے استغفار کرو اور اسی کے حضور توبہ کرو وہ تم پر آسمانوں سے موسلا دھار بارش برسائے گا اور تمہاری قوت کو بڑھا دے گا۔
ایک مقام پر فرمایا: **فقلت استغفروا ربکم انه کان غفارا، يرسل السماء عليکم مدرار. ويمددکم باموال وبنين ويجعل لکم جنت ويجعل لکم انهارا** (نوح: ١٠ تا ١٢) (نوح علیہ السلام نے فرمایا) میں تمہیں کہتا ہوں اپنے پروردگار سے استغفار کرو یقیناً وہ (گناہوں کو) معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمانوں سے موسلا دھار بارش برسائے گا اور تمہیں مالوں اور بیٹوں کے ذریعے سے مدد دے گا، اور تمہارے لیے باغات اور نہروں کی فراوانی کردے گا۔

6: جلاء القلوب: استغفار کرنے سے دلوں کو روشنی اور جلاء ملتی ہے۔ کیونکہ استغفار گناہوں کو مٹاتی ہے۔ گناہوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے دل پر نشان بن جاتے ہیں استغفار سے وہ ختم ہو جاتے ہیں تو دل کو جلاء ملتی ہے۔

7: استغفار ضرورت دائمی: انسان رات کی تاریکیوں اور دن کی گھڑیوں میں استغفار کا محتاج ہے۔ بلکہ وہ اقوال واحوال اور حاضر و غائب میں استغفار کی طرف مجبور ہوتا ہے۔ کیونکہ استغفار سے بہت سے مصالح اور خیرات حاصل ہوتی ہیں، اور نقصانات ٹل جاتے ہیں اور اعمال میں قلبی اور بدنی تقویت حاصل ہوتی ہے۔ ایمان میں یقین پیدا ہوتا ہے۔

8: کثرت عبادت اور زہد: استغفار سے کثرت عبادت کا شوق اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **ان الحسنات يذهبن السيئات.** یقیناً نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی کثرت سے استغفار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

جماعت اہلحدیث پاکستان کا ترجمان
ہفت روزہ
تنظیم اہلحدیث
لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 56 ☆ شمارہ 18
12 جمادی الثانی ☆ 1433ھ
4 مئی ☆ 2012ء
C.P.L - 104

فون: 7656730 / 7670968 فیکس : 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر : حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر انتظامی : مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر: شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ : وقار عظیم بھٹی
0300-4184081

فہرست

اداریہ 3
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ النساء 7
صف بندی 9
حافظ محمد دین تلمیذ مفتی محمد صدیق 11
دشمنان اسلام کی سازش 13
مادی مفادات کی دنیا...... 17

زر تعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

پاکستانی ذرائع ابلاغ یا فحاشی کے سرچشمے

آج کا اداریہ لکھنے کے لیے موضوع کا انتخاب مشکل ہو رہا ہے ایک طرف سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے جس میں ملک کے وزیر اعظم کو توہین عدالت کا مجرم قرار دیا گیا ہے اور اسے سزا سنادی گئی عدالت نے یوسف رضا گیلانی کو دفعہ (G)1-63 تابع سزا دی ہے جس کا منشا یہ ہے کہ جسے اس دفعہ کے تابع سزا سنائی جائے وہ پانچ سال کے لیے نا اہل ہو جاتا ہے بالفاظ دیگر یوسف رضا گیلانی صاحب اس سزا کے بعد نہ وزیر اعظم ہیں اور نہ ایم این اے بلکہ آئندہ پانچ سال تک وہ پاکستان کی کسی بھی صوبائی یا مرکزی اسمبلی سینٹ کے رکن یا کسی اہم عہدے پر فائز نہیں ہو سکتے۔ حتیٰ کہ آئندہ بلدیاتی انتخابات میں وہ گلی محلے کے کونسلر کا الیکشن لڑنے کے لائق بھی نہیں رہے۔ عدالت کو بخوبی علم تھا کہ ادھر موبائل فون پر جناب صدر کو اطلاع دی جائے گی ادھر فی الفور موبائل فون پر ہی صدر مملکت عدالت کی طرف سے سنائی گئی سزا معاف کر دیں گے یوں یوسف رضا گیلانی صاحب کے نامہ اعمال سیاہی سے دھل جائیں گے، عدالت نے سزا اس طرح سنائی کہ جب تک صدر صاحب کو اطلاع ملی سزا پوری ہو چکی تھی یوں عدالت میں داخل ہوتے وقت توہین عدالت کا ملزم جب کمرہ عدالت سے باہر نکلا تو عدالت کی طرف سے سزا یافتہ "مجرم" کی کالک کا ٹکہ ماتھے پر چسپاں ہو چکا تھا۔ لیکن ایسے ڈھیٹ حکمران کائنات کی تاریخ میں لوگوں نے کم ہی دیکھے ہوں گے کہ آئینی اور قانونی طریقے سے نا اہل قرار پانے والے وزیر اعظم نے عدالت سے سیدھے وزیر اعظم ہاؤس جا کر کابینہ کی میٹنگ کی صدارت کی اسمبلی میں نا اہل قرار پانے والے بطور وزیر اعظم پاکستان قومی اسمبلی میں خطاب کیا اور اب سارے چیلے چپٹے ملک کی اعلیٰ ترین عدالت کی تضحیک میں لگے ہوئے ہیں یہ ایک طویل موضوع ہے جس پر پھر کبھی تفصیلی گفتگو لکھوں گا۔ دوسری طرف ملک کی معیشت کی زبوں حالی ہے جو ریت کی دیوار کی طرح کسی بھی وقت دھڑام سے گر سکتی ہے کیونکہ چار سال سے حکمرانوں کی کرپشن ملکی معیشت کی لکڑی کو گھن کی طرح دن رات کھانے میں مصروف ہے۔ اس موضوع سے بھی صرف نظر کروں گا تو کراچی میں انسانی خون کی ارزانی اور بلوچستان سے مسخ شدہ لاشوں پر لکھنا از حد ضروری ہے۔ پاکستان اس وقت پوری دنیا میں ایک طرف قتل و غارت کا میدان کارزار، دوسری طرف لوٹ مار اور تیسری طرف اداروں کی تباہی و بربادی، عدالتوں سے کھلی جنگ کا ایک مرکز بنا ہوا ہے پوری دنیا اس وقت ہم پر قہقہے لگا رہی ہے اور حکمران ہیں کہ سرکس کے جوکر کی طرح ہر حرکت پر پوری دنیا سے داد طلب کرنے کے متمنی ہیں۔ بھوجا ائرلائن کا وہ طیارہ جسے دس سال سے پرواز کی اجازت نہیں مل رہی تھی وزیر اعظم کی منظور نظر سیکرٹری نرگس سیٹھی اور صدر کے قریبی رشتہ دار فیض اللہ نے اس موت کے گولے کو اذن پرواز سے نوازا اور یوں آناً فاناً ایک سو چھیس کے قریب انسان جل کر خاکستر بن گئے۔ حکمرانوں نے فی الفور ڈوگر کورٹ کے برطرف شدہ دو جج کرائے پر لیے ایک بدنام زمانہ ریٹائرڈ پولیس آفیسر کی خدمات حاصل کیں اور کمیشن تشکیل دے دیا کہ اتنے بڑے سانحہ کی تحقیقات کر کے ذمہ دار افسران کا تعین کیا جائے اور یہ کہ اور کون سے بڑے بڑے مگرمچھ اس حادثہ جانکاہ کے ذمہ دار ہیں۔ چیف جسٹس صاحب کمیشن کے لیے ججوں کے نام دیتے

ہیں اور حکومت عدالتی کمیشن تشکیل دیتی ہے، یہاں جناب چیف جسٹس سپریم کورٹ کو علم ہی نہیں اور سپریم کورٹ کے برطرف شدہ ججوں پر مشتمل عدالتی کمیشن بھی بن گیا۔ جس کا ایک ہی مقصد ہے کہ صدر، وزیراعظم، فیض اللہ اور نرگس سیٹھی کو تباہی کی اس ذمہ داری سے بری قرار دیا جائے اور ذمہ داری کا رخ موڑ دیا جائے۔ ادھر ہماری قوم کی اخلاقی حالت یہ ہے کہ جونہی طیارہ زمین پر گرا، ایک طرف انسانی اعضاء بکھر کر زمین پر پھیل گئے اور دوسری طرف جس طرح مردار خور گدھیں فوراً مردہ جسم کو نوچنے کے لیے پہنچ جاتی ہیں انسانی شکلوں میں یہ گدھ طیارے کے حادثے میں فوت ہوجانے والوں کے سامان پر ٹوٹ پڑے جس کے ہاتھ میں جو آیا لے اڑا۔ انسانیت چیختی رہی، مسلمانیت دہائیاں دیتی رہی، آدمیت واسطے دیتی رہی، لیکن درندگی اتنی غالب تھی کہ مرنے والوں کے جسموں سے زیورات نوچ جاتے رہے اور ہم پوری دنیا کے سامنے اپنے اس ملک کو جو اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا رسوائیوں کے قعر مذلت میں گرتے دیکھتے رہے اتنے متنوع اور اہم موضوعات تقاضا کر رہے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک موضوع پر آج ہی قلم اٹھایا جائے لیکن میں نے آج جس موضوع کا انتخاب کیا ہے اگر فحاشی اور بے حیائی کا وہ سیل رواں جو میڈیا کے نام پر قوم کے شرم وحیاء کو تباہ کر رہا ہے اور بے حسی کی یہ کیفیت اسی بے حیائی کے سبب جنم لے رہی ہے رسول اللہ کا ارشاد گرامی ہے: اذالم تستحی فاصنع ماشئت یعنی جب شرم وحیاء کا دامن تار تار ہو جائے تو جو جی میں آئے کرتے چلو، کسی جرم، کسی کرپشن، کسی بدنامی کسی رسوائی کا خوف تمہیں ضلالت، رذالت کی بداعمالیوں سے روکنے کا سبب نہیں بنے گا۔ دنیا کی رسوائیوں کا خوف تو کجا تمہیں قیامت کے دن کی رسوائی اور بربادی کا خوف بھی دامن گیر نہ ہوگا۔ حیاء مومن کے ایمان کا جزو ہے، الحیاء شعبة من الایمان اگر حیاء کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے تو محض عمل ہی نہیں ایمان کی بھی تباہی و بربادی کا ذریعہ ہے حیاء کی دشمن یا ضد بے حیائی اور فحاشی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح طور پر ایمان والوں میں ایسی بدخصلت پھیلانے والوں کے لیے دردناک عذاب کی وعید سنائی ہے، جو عذاب انہیں دنیا میں بھی دیا جائے گا اور آخرت میں بھی دیا جائے گا۔ شیطان لعین نے انسان اول پر جو دشمنی کا حملہ محبت اور خیر خواہی کے روپ میں قسمیں کھا کر کیا تھا وہ اس سے اس کا لباس چھیننے اور اسے بے لباس کرنے کا تھا، اگرچہ وقتی طور پر وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا لیکن آدم علیہ السلام اللہ کے نبی تھے، اس قدر استغفار کیا روئے اور نادم ہوئے کہ مالک کائنات نے ان کے اور ان کی زوجہ محترمہ امام انسانیت وآدمیت کے گناہ کو معاف فرمادیا لیکن قرآن مجید میں قیامت تک مسلمانوں کو آگاہ کر دیا کہ شیطان کا پہلا اور کارگر حملہ لباس پر تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے لباس کو اپنی نشانی قرار دیا۔ خوف طوالت سے میں تاریخ انسانی سے زیادہ مثالیں پیش نہیں کر رہا، شیطان نے انسانوں میں شرک باللہ اور بے حیائی میں سب سے زیادہ قوت خرچ کی ہے حتیٰ کہ شرک کے اڈوں کو بے حیائی کے مراکز میں تبدیل کرنا اور اس کا مقصد یہی تھا کہ جب شرک کو زنا کی خوراک ملتی رہے گی تو مردوزن شرک پر قائم رہیں گے گویا شرک پر استقامت کے لیے شیطان کے پاس سب سے بڑا ہتھیار بے حیائی کا ہے۔ چنانچہ مندروں میں دیوداسیوں کی شکل میں جوان کنواریوں کا جمگھٹا ملتی اور گرجا گھروں میں ''ننوں'' کی شکل میں خوش شکل حسیناؤں کا جم غفیر شیطانی لشکر ہی تو ہیں۔ مسلمان بھی اگر غور کریں تو شیطان نے مذہبی شکل میں اسی فعل شنیع کو داخل کیا ہوا ہے۔ کہیں نوجوان خوبرو لڑکیاں ٹی وی پر نعت خوانی کے مقدس پردے میں اپنی آواز سے لوگوں کو متاثر کر رہی ہیں کہیں امام بارگاہوں اور جماعت خانوں میں مخلوط مجالس و مخلوط عبادت تالیوں اور سروں کے ساتھ ہو رہی ہے (کلمہ گو ہونے کی وجہ سے میں نے انہیں لکھا ہے ورنہ عقائد کے اعتبار سے ان کا تعین الگ موضوع ہے) کہیں حاجی شیر کی قبر پر نوراتیں گزارنے کی جوان عورتیں منت مانتی ہیں کہیں قبروں پر مردوعورت دھمال ڈال رہے ہیں غرضیکہ ہر دور میں ہر مذہب میں شیطان کی پوری کوشش رہی ہے کہ بذریعہ شرک انسانوں کا اندر نجس کروں اور بذریعہ بے حیائی ان کی سیرت وکردار کو نجس کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسی بے حیائی کا سدباب کرنے کے لیے فرمایا میں مزامیر توڑنے کے لیے بھیجا گیا ہوں کہیں فرمایا الغناء تنبت النفاق یہ گانے بجانے کے آلات طبلہ، سارنگی، باجے وغیرہ کو شیطان کی آلات قرار دیا ہے اور پھر اسلام نے عورت کو پردے اور مردوں کو نگاہ نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے، مخلوط مجلسوں کی ممانعت غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا غیر محرم کے ساتھ سفر کرنا ان سب کی ممانعت شرم وحیاء کے بقاء کے لیے کی ہے۔ غرضیکہ ہر وہ کھڑکی جس سے بے حیائی داخل ہو سکتی ہو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اسلامی معاشرت میں مکمل طور پر بند کر دی، شیطان کی طرح یہودیوں نے بھی مسلمانوں میں فحاشی عریانی پھیلانے کی مقدور بھر کوشش کی ہے۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی فتح سے حسد کرتے ہوئے بنوقینقاع کے بازار میں سنار کی دکان پر بیٹھی مسلمان عورت ایک یہودی نے لمبی چادر کا پلو اس بنچ کے پائے کے ساتھ باندھ دیا بے خبری میں جب وہ خاتون اٹھی تو اس کی چادر سر اور چہرے سے نیچے سرک گئی، یہود نے اپنی شرارت کا کامیابی پر قہقہہ لگایا عین اس وقت بازار میں اس دکان کے سامنے سے گزرتے ہوئے مسلمان عورت کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ دیکھا، عزت اسلامی سے یہودی کو تہ تیغ کیا یہودیوں نے مسلمان کو شہید کر دیا، ادھر بازار میں یہ واقعہ پیش آرہا تھا ادھر اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دے رہا تھا، مختصراً ایک مسلمان عورت کا سر اور چہرہ ننگا کرنے پر اللہ کے رسول ﷺ نے بنوقینقاع کے خلاف اعلان جہاد فرمایا وہ قلعہ بند ہوئے ان کا محاصرہ کیا اور اس شرط پر ان کے ساتھ معاہدہ ہوا کہ فی الفور مدینہ طیبہ سے نکل جائیں، ہمارے بابا سے شیطان نے لباس چھیننے کی کوشش کی انجام کار ناکام ہوا، یہودیوں نے مسلمان عورت کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی، خائب وخاسر ہوئے لیکن آج اپنے ٹی وی ڈش کیبلز کو دیکھیں ہمیں برملا اعتراف کرنا پڑتا ہے شیطان جیت گیا ہم ہار گئے۔ یہودی جیت گئے ہم ہار گئے، ہماری اس واضح شکست کا مذاق گاندھی نے اڑایا تھا کہ ہمیں پاکستان کو فتح کرنے کی کیا ضرورت ہے ہم اسے فتح کر چکے۔ آج پاکستان میں ہندوستانی ثقافت رائج ہے، آج اخبارات کے رنگین صفحات رسائل وجرائد، ریڈیو، ٹی وی غرضیکہ پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا عورت کو عریاں کرنے میں ایک سے ایک مقابلے میں ہے۔ انٹرنیٹ، موبائل فون غرضیکہ ہر ایجاد آج اس پاک مملکت کو نجس کرنے میں شب وروز مصروف ہے، نوجوان نسل میڈیا یلغار سے متاثر ہو کر اخلاقی تباہی کی آخری حدیں پھلانگ چکی ہے، جس کا تذکرہ کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ سپریم کورٹ پاکستان نے میڈیا کو حکم دیا ہے کہ بے حیائی کے پروگرام بند کیے جائیں لیکن حکومت ہے کہ اس قطعہ اسی بے حیائی پر قائم ہے، ہم بے بس لوگ تو اللہ کے سامنے فریاد کر سکتے ہیں وہ سب کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

سوال 1: میری بیوی کچھ عرصہ قبل وفات پا گئی ہے اور اس کے پاس دولاکھ روپے تھے جبکہ اس کے ورثاء سے ایک بیٹی، خاوند ماں اور باپ اور 2 بھائی اور 2 بہنیں ہیں اور بیٹی اپنے باپ یعنی میت کے خاوند کے پاس ہے۔ شریعت مطہرہ کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں کہ میری بیوی کی وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟

سائل: ....

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بچے کی پیدائش کے وقت اس کے کان میں جواذان دی جاتی ہے اس کی شرعی حیثیت کے بارے میں؟ بعض ہمارے بھائی اس کے قائل نہیں ہیں، اس بارے میں تحریری فتویٰ درکار ہے تاکہ کتاب وسنت کے مطابق ہماری رہنمائی ہوسکے۔

سائل: سید محمد ابوبکر

جواب نمبر 1:۔ میت جو مال چھوڑ جائے اس پر لفظ وراثت اور ترکہ بولا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں وراثت کی تقسیم کے کچھ اصول بھی بتلائے ہیں ان اصولوں کے تحت ترکہ سے پہلے میت کا قرض اور اس کی وصیت پوری کی جائے اس کے بعد باقی ترکہ تقسیم ہوگا۔ فرمان الٰہی ہے مِنۡ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ اَوۡ دَيۡنٍ وصیت اور قرض کی ادائیگی کے بعد وراثت تقسیم کی جائے (الآیۃ: پ4)

میت کے ورثاء مندرجہ ذیل ہیں: بیٹی، خاوند، والد، والدہ، دو بھائی، دو ہمشیرگان لہٰذ قرآنی ضابطہ اور اصول کے مطابق بیٹی کو کل وراثت کا نصف ملے گا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَاِنۡ كَانَتۡ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصۡفُ اگر میت کی ایک بیٹی ہو تو اسے کل ترکہ کا نصف ملے گا اور خاوند کو اولاد کی صورت 1/4 یعنی کل مال سے چوتھا حصہ ملے گا، قرآن مجید میں ہے فَاِنۡ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ اگر تمہاری بیویوں کی اولاد ہو تو پھر ان کی وراثت سے بھی خاوند کو ربع یعنی 1/4 ملے گا اور میت کی اولاد کی موجودگی میں باپ اور ماں کو چھٹا حصہ ملے گا کیونکہ فرمان الٰہی ہے وَلِاَبَوَيۡهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنۡ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ اگر میت کی اولاد ہو تو والدین میں ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے، (الآیۃ: پارہ 4) والد کی موجودگی میں میت کا بھائی اور ہمشیرگان محروم ہوں گے۔

صورت مسؤلہ میں میت کی جائیداد دولاکھ ہے اس سے بیٹی کو 1/2 یعنی ایک لاکھ، خاوند کو 1/4 یعنی پچاس ہزار، ماں کو چھٹا حصہ 16666 روپے، باپ کو 1/6 یعنی 16666 روپے ملیں گے اور باقی بچنے والی تمام رقم 16668 بھی بطور عصبہ باپ کو ملی اس طرح باپ کو 33334 روپے ملیں گے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: اَلۡحِقُوا الۡفَرَائِضَ بِاَهۡلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِاَوۡلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ حصہ داروں کے حصے پورے کرو، باقی بچنے والا مال میت کے قریبی مرد رشتہ دار کو بطور عصبہ ملے گا۔

(بخاری بشرح الکرمانی کتاب الفرائض باب میراث الولد من امه وابیه ج 23 ص 130 رقم الحدیث 6732) فرمان رسول ﷺ کے مطابق دو بھائی اور دو بہنیں والد کی موجودگی کی بناء پر وراثت سے محروم رہیں گے کیونکہ میت کے ساتھ والد کا قریبی رشتہ ان سے زیادہ ہے۔

جواب نمبر 2:۔ حدیث مبارکہ میں ہے: حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رَاَيۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ اَذَّنَ فِيۡ اُذُنِ الۡحَسَنِ ابۡنِ عَلِيٍّ حِيۡنَ وَلَدَتۡهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ. ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جنم دیا تو آپ ﷺ نے ان کے کان میں نماز کے لیے کہی جانے والی اذان کہی۔''

(ترمذی کتاب الأضاحی باب اذان فی اذن المولود جز 5 ص 171 رقم الحدیث 1516 سنن ابوداود باب فی الصبی المولود یوذن فی اذنه ص 924 رقم الحدیث 5101) اس روایت میں عاصم بن عبیداللہ پر بعض ائمہ حدیث نے جرح کرتے ہوئے اسے ضعیف قرار دیا ہے لیکن بعض دلائل اور شواہد کی بناء پر یہ حدیث حسن کے درجے کو پہنچ جاتی ہے۔

علامہ عبدالرحمن مبارکپوری شارح ترمذی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن حضرت حسین بن علیؓ کی اس روایت سے جسے امام ابویعلی موصلی اور ابن سنی نے روایت کیا ہے مضبوط اور قوی ہوجاتی ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ج 2 ص 363) اور امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسی پر امت کا تعامل بھی ہے (تحفۃ الاحوذی ج 2 ص 363)

امام نوویؒ اس روایت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: يُسۡتَحَبُّ لِمَنۡ وُلِدَ لَهٗ وَلَدٌ اَنۡ يُّؤَذِّنَ فِيۡ اُذُنِهٖ لِمَا رَوٰى اَبُوۡ رَافِعٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَذَّنَ فِيۡ اُذُنِ الۡحَسَنِ حِيۡنَ وَلَدَتۡهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ. ''مستحب ہے کہ نومولود کے کان میں اذان کہی جائے ابورافع کی

حدیث میں ہے کہ جب حضرت فاطمہؓ نے حضرت حسن کو جنم دیا تو نبی ﷺ نے ان کے کان میں اذان دی۔" (المجموع ج 8 ص 414)

اس کے بعد امام نوویؒ فرماتے ہیں: اَلسُّنَّةُ اَنْ يُّؤَذَّنَ فِيْ اُذُنِ الْمَوْلُوْدِ عِنْدَ وِلَادَتِهٖ كَانَ ذَكَرًا اَوْ اُنْثٰى وَيَكُوْنُ الْاَذَانُ بِلَفْظِ اَذَانِ الصَّلٰوةِ "نومولود لڑکی ہو یا لڑکا اس کے کان میں نماز کے لیے کہی جانے والی اذان کے الفاظ میں اذان کہنا سنت ہے" (المجموع ج 8 ص 424)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَامِنْ مَّوْلُوْدٍ يُّوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْيُنَصِّرَانِهٖ اَوْيُمَجِّسَانِهٖ. "ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے اس کے والدین اس کو یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں"" مشکوٰۃ شریف باب الایمان بالقدر الفصل الاول ج 1 ص 63-64 رقم الحدیث 90) اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ نومولود کو فطرت اسلام سے پھیرنا والدین کا فعل ہے، بچے کے کان میں اذان کہہ کر والدین اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ جس فطرت (فطرت اسلام) پر تو پیدا ہوا ہے اسی فطرت پر ہم نے تجھے رکھا ہے۔

صورت مسؤلہ میں بچے کے کان میں اذان کہنا مسنون ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل سے ثابت ہے اور اسی پر ہی ہمیشہ امت کا تعامل رہا ہے۔

نوٹ:

مزید تفصیل کے لیے امام ابن قیمؒ کی کتاب "تحفۃ المولود" ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

بقیہ: صف بندی

8.....سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: اذا قمتم الی الصلوۃ فاعدلوا صفوفکم واقیموھا. (مسند احمد ص ۳ ج ۳) "جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو صفیں برابر کیا کرو اور ان کو سیدھا کرو۔"

تفہیم: غور فرمائیں صفیں درست کرنے کا حکم نماز کھڑی ہونے پر ہے اور نماز اقامت سے کھڑی ہوتی ہے کیونکہ اقامت کا معنی ہی کھڑا کرنا ہے و دونہ خرط القتاد خلاصہ یہ ہوا کہ جونہی اقامت شروع ہو تو لوگوں کو بھی نماز کے لیے کھڑا ہونا چاہیے کسی خاص لفظ پر کھڑا ہونا کسی حدیث سے ثابت و منقول نہیں ہے۔ اب جو آدمی جوان ہوں گے تو وہ جلدی کھڑے ہو جائیں گے اور جو ذرا عمر رسیدہ ہوں گے وہ آرام سے کھڑے ہو جائیں پھر صفیں سیدھی کی جائیں، پاؤں کا رخ قبلہ کی طرف کریں پھر امام صاحب تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں احادیث مبارکہ کا صحیح مفہوم سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: مادی مفادات کی دنیا اور انسانیت کا روحانی خسارہ

آج حضرت محمد ﷺ کی روایت دعوت کو عام کرنے کی شدید ضرورت ہے، گو دعوت کے اس محاذ پر بہت زیادہ کام ہو رہا ہے، مگر دعوت کے اس عمل میں کمیت و کیفیت کے اعتبار سے شدت اور سرگرمی لانے کی ضرورت ہے۔ آج کے قلم کاروں اور داعی کا فرض ہے کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے اوراق سے دعوت اسلامی کی روایت کو حاصل کرے اور دعوت کے میدان میں ایسی شان سے داخل ہو کہ دنیا کی حالت بدل جائے۔ ذہنی انقلاب کی ایسی فضا تخلیق ہو کہ انسان اس دھرتی پر آسمانی جنت کے نظارے دیکھنے لگے۔ قرآن مجید اور حدیث رسول ﷺ کے بیانات دنیا کی مقامی، اقوامی اور عالمی زبانوں میں سلاست، سادگی، روانی اور جوش دعوت کے ساتھ پیش کیے جائیں اگر 20 سال تک دعوت کا یہ کام شدت اور سرعت کے ساتھ سرانجام دیا جائے اور ابن تیمیہؒ، امام ابن قیمؒ، عبداللہ محدث روپڑی، علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ جیسے سینکڑوں داعی دعوت کے محاذ پر سرگرم کار ہو جائیں تو دنیا کی تہذیبی، اخلاقی اور تمدنی و سماجی حالت بدل سکتی ہے، انسان جہالت، بیماری، بھوک، افلاس، قحط، آفات، مصائب اور درد و غم سے نجات پا سکتا ہے۔ آج بھی لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی دعوت دینے کی ضرورت ہے تاکہ روحیں اللہ کے گھر کی طرف پلٹ آئیں اور قلبی آلودگی اور غلاظت سے رہائی پا کر روحانیت اور عرفانیت کی روح پرور فضاؤں میں آ بسیں لیکن اس کے لیے داعیان عصر جدید کو اصحاب صفہ کی طرح مادیت کے جہان سے ہجرت کر کے روحانیت کے جہان فردوس آفریں کا رخ کرنا ہوگا تاکہ دنیا کی ناقابل رحم حالت میں محیر العقول انقلاب برپا ہو جائے اور دور حاضر کا بھٹکا ہوا انسان ترانہ حمد الٰہی گاتا ہوا پھر سوئے حرم محو سفر ہو جائے آج کی دنیا کو دعوت کے اس کار خیر کی سب سے زیادہ ضرورت ہے اگر دعوت کا یہ کام نہ کیا گیا تو دور حاضر کی دنیا مادیت کے اندھیروں میں گم ہو کر اپنا مقدر کھوٹا کر لے گی اور پھر بقول شاعر مشرق

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

تفسیر سورۃ النسآء

(قسط نمبر 23) حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝ يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا ۝

''پھران کا کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ ﷺ کو ان لوگوں پر گواہ بنائیں گے (۴۱) اس دن کفار اور رسول اللہ ﷺ کے نافرمان خواہش کریں گے کہ کاش! انہیں زمین کے ساتھ برابر کردیا جائے اور وہ اللہ سے کوئی بات چھپا نہ سکیں گے۔ (۴۲)''

مشکل الفاظ کے معانی:

لَوْ تُسَوَّىٰ: کاش! وہ برابر کردیئے جائیں۔

وَلَا يَكْتُمُونَ: اور وہ چھپا نہ سکیں گے۔

ماقبل سے مناسبت:

سابقہ آیت مبارکہ میں قیامت کے دن ظلم کی نفی اور اعمال صالحہ پر کئی گنا اجر کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے اور اس آیت میں فرمایا کہ اچھا یا برا بدلہ انبیاء ورسل یا ان لوگوں کی گواہی سے ملے گا جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغام اپنی مخلوق تک پہنچایا اور رسول اللہ ﷺ اپنی امت پر اور پہلی امتوں پر دین پہچانے کی گواہی دیں گے۔

التوضیح:

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ.

اس آیت کریمہ میں قیامت کی سختیوں اور ہولناکیوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کفار، اہل شر اور فتنہ وفساد برپا کرنے والوں کا اس دن کیا حال ہوگا کہ جب ہر امت سے اس کے رسول کو گواہی کے لیے طلب کیا جائے گا اور انبیاء علیہم السلام گواہی دیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم نے دعوت توحید کا پیغام ان تک پہنچا دیا لیکن ان لوگوں نے حسد، بغض، ضد، تعصب اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور دعوت حقہ کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا تو رسول کی اس گواہی کے تناظر میں قوموں کا حساب وکتاب ہوگا اور کفر وسرکشی کے مرتکب اپنے احتساب کو اپنے سامنے پائیں گے۔ ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ''اور زمین اس وقت اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھے گی اور اعمال نامہ (سامنے) رکھ دیا جائے گا، انبیاءؑ اور گواہ حاضر کئے جائیں گے اور ان لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کردیا جائے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہیں ہوگا۔'' (الزمر: ۶۹)

ایک دوسرے مقام پر فرمایا: وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ. ''اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے پھر ان لوگوں کے لیے (عذر پیش) کرنے کی اجازت نہ ہوگی کہ جنہوں نے کفر کیا اور نہ ہی ان کے عذر قبول کیے جائیں گے۔'' (النحل: ۸۴)

آیت مبارکہ اور رسول اللہ ﷺ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ نَعَمْ فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي فَقَرَأْتُ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتّٰى أَتَيْتُ عَلَىٰ هٰذِهِ الْآيَةِ (فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝ يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا ۝) قَالَ حَسْبُكَ الْآنَ فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

''اے ابن مسعودؓ! مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ، میں نے عرض کی کیا میں پڑھ کر

سناؤں حالانکہ قرآن تو آپ ﷺ پر نازل کیا گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ کسی دوسرے سے بھی قرآن سنوں، میں نے سورۃ النساء کی تلاوت شروع کی جب اس آیت تک پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اب بس کریں میں نے دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار تھیں۔"

(بخاری بشرح الکرمانی کتاب فضائل قرآن باب قول المقری للقاری حسبك ج 19 ص 36 رقم الحدیث 5050...... کتاب التفسیر باب فکیف اذا جئنا من کل امة ج 17 ص 59 رقم الحدیث 4582)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: يُدْعٰى نُوْحٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَارَبِّ فَيَقُوْلُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لِاُمَّتِهٖ هَلْ بَلَّغَكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ مَااَتَانَا مِنْ نَّذِيْرٍ فَيَقُوْلُ مَنْ يَّشْهَدُلَكَ؟ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَاُمَّتُهٗ فَيَشْهَدُوْنَ اَنَّهٗ قَدْبَلَّغَ وَتَكُوْنَ الرَّسُوْلَ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ جل ذکره وکذلک جعلنکم امة وسطالتکولو اشهداء علی الناس. "قیامت کے دن نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا وہ کہیں گے اے میرے رب! میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تم نے تبلیغ کی تھی؟ وہ کہیں گے جی ہاں، پھر ان کی امت سے جب پوچھا جائے گا تو وہ کہیں گے نہیں ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا، اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھیں گے کہ تمہارا گواہ کون ہے؟ وہ عرض کریں گے محمد ﷺ اور ان کی امت پھر امت محمدیہ گواہی دے گی کہ انہوں نے تبلیغ کی تھی پھر تم پر تمہارا رسول گواہ ہوگا۔ یہی مراد ہے اس آیت سے (فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ٥ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُاالرَّسُوْلَ لَوْتُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ وَلَايَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا) اور اسی طرح ہم نے تمہیں سب سے بہتر امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر شہادت دینے والے بن جاؤ اور رسول تم پر شہادت دینے والا ہو۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب التفسیر باب قوله تعالی (فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ٥ ج 17 ص 13 رقم الحدیث 4487)

حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ گواہ سے مراد نبی ہے، ہر نبی اس بات کی گواہی دے گا کہ اس نے اپنی امت کو اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچا دیے تھے امت اس کی تکذیب کرے گی تو پھر آخر میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کی امت ان تمام انبیاءؑ کی تصدیق کریں گے۔ پھر فرمایا: يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُاالرَّسُوْلَ لَوْتُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ. کہ قیامت کے دن اہل کفر اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرنے والے تمنا کریں گے کہ کاش! انہیں مٹی بنا کر زمین میں ملا دیا جاتا تاکہ وہ حساب وکتاب سے بچ جائیں اور جہنم کی دہکتی ہوئی آگ ان کا مقدر نہ بنے۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا: وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِیْ اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا. رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹتے ہوئے قیامت کے دن آہ وزاری کرے گا کہ کاش! میں نے رسول اللہ ﷺ کا راستہ اختیار کیا ہوتا تو اس ذلت اور عذاب سے بچ جاتا اور کچھ بدنصیب کہہ رہے ہوں گے: يٰلَيْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ہائے افسوس! کاش ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی ہوتی۔ (الاحزاب 66)

پھر فرمایا: وَلَايَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ٥ کہ اس دن ذلت ان پر چھائی ہوگی اور ان کا حال یہ ہوگا کہ وہ اللہ سے کوئی بات نہ چھپا پائیں گے ان کا جوڑ جوڑ بول کر ان کے خلاف گواہی دے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب مشرک دیکھیں گے کہ اللہ شرک کے سوا ہر گناہ کو معاف کر رہا ہے تو وہ بھی کہہ دیں گے "وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ" کہ اللہ کی قسم ہم نے تو شرک نہیں کیا (الانعام:23) تو اللہ تعالیٰ ان کے مونہوں پر مہر لگا دے گا اور ان کے اعضاء ان کے اعمال کی خبر دیں گے تو اس وقت وہ مٹی میں مل کر ختم ہونے کی آرزو کریں گے۔ (ابن کثیر تفسیر مذکورہ بالا آیت مبارکہ)

اخذ شدہ مسائل:

1۔ قرآن مجید کی تلاوت افضل غیر افضل سے سن سکتا ہے۔

2۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور سنتے وقت اس کے مفاہیم پر توجہ دینا اور خشیت الٰہی کی وجہ سے رونا اہل ایمان کے لیے ایک مسنون عمل ہے۔

3۔ روز قیامت ہر امت پر ان کے انبیاءؑ کو بطور گواہ پیش کیا جائے گا اور پھر سب پر امت محمدیہ ﷺ بطور گواہ پیش کی جائے گی اور پھر ان سب کی گواہی رسول اکرم ﷺ دیں گے۔

4۔ روز قیامت کافر اور رسول اللہ ﷺ کے نافرمان عذاب الٰہی کو دیکھ کر آرزو کریں گے کہ وہ مٹی ہو جائیں۔

5۔ کوئی بھی انسان اللہ کے ہاں کسی چیز کو چھپا نہیں سکے گا کیونکہ اس کے اعضاء اس دن اس کے اعمال کی خبر دیں گے

صف بندی

مولانا محمد الیاس اثری

نماز شعائر اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے، اذان و اقامت دونوں اس کی طرف بلانے کے ذرائع ہیں۔ دیکھئے اذان کا بھی ایک مقصد ہے اور اقامت کا بھی ایک مقصد ہے، اذان کے ذریعے لوگوں کو پیغام دیا جاتا ہے کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے مسجد میں آجاؤ اور اقامت کا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ مسجد میں آچکے ہیں ذکر و وظیفہ میں مشغول ہیں یا نوافل میں مصروف ہیں یا پھر وہ کسی دوسرے مقصد میں لگے ہوئے ہیں وہ تمام امور ترک کر کے نماز کے لیے صف بندی کرلیں لہٰذا اقامت شروع ہونے کے بعد صف بندی کرنا ہوگی۔ مگر آج ہمارا دھیان گھڑی کی طرف ہوتا ہے کہ جونہی وقت ہوتا ہے لوگ فوراً کھڑے ہوجاتے ہیں کیا جناب نبی کریم ﷺ کی حیات اقدس میں گھڑیاں تھیں جن کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کھڑے ہوجایا کرتے تھے۔

اسی طرح جب خطیب صاحب خطبہ جمعہ سے فارغ ہوتے ہیں تو لوگ فوراً کھڑے ہوجاتے ہیں پھر خطیب صاحب نیچے اترتے ہیں، صف بندی ہوتی ہے پھر اقامت کہی جاتی ہے یہ عمل مفہوم اقامت کے خلاف ہے کیونکہ اقامت کا معنی ہے کھڑا ہونا اور اگر نمازی حضرات اقامت سے قبل ہی کھڑے ہوجائیں تو پھر اقامت کہنا بے مقصد و بے محل قرار پائے گا۔ البتہ قرآن و حدیث پر چلنے والی جماعت کا عمل بھی درست ہونا چاہیے۔

دلائل

1..... جناب سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (وفات 59ھ) سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: **اذا سمعتم الاقامة فامشوا الی الصلوة وعلیکم السکینة والوقار ولا تسرعوا.** (صحیح بخاری کتاب الاذان باب ما ادرکتم الصلوۃ وما فاتکم فاتموا ص ۸۸ ج ۱) ''جب تم اقامت سنو تو نماز کی طرف جلدی جلدی مت کرو، سکون و اطمینان اور وقار و عظمت کے ساتھ چلنا۔''

تفہیم: حدیث کے الفاظ **اذا سمعتم الاقامة فامشوا الی الصلوة** پڑھیں اور غور فرمائیں کہ یہ حکم کن کو ہے؟ مسجد سے باہر والوں کو تو نہیں ہوسکتا کیونکہ ان کے لیے اذان کہنے کا حکم ہے، معلوم ہوا کہ یہ حکم اہل مسجد کے لیے ہے کہ وہ اقامت کے سننے کے بعد صف بندی کے لیے اٹھیں یعنی جو لوگ مسجد میں آکر نوافل ادا کرکے بیٹھے ہیں یا ذکر و وظیفہ میں مصروف ہیں یا لیٹے ہوئے ہیں یا کسی ضروری اور اہم کام میں مشغول ہیں اپنی تمام مصروفیات ترک کرکے صف بندی کی طرف متوجہ ہوں۔ یاد رکھنا کہ ان الفاظ نے تو کسی کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا بلکہ سب کو ایک ہی حکم دیا گیا ہے کہ اقامت سن کر کھڑے ہوجاؤ، چاہے وہ امام ہو چاہے مقتدی، اس وضاحت وصراحت کے بعد ہمیں اپنی پرانی چال ترک کردینی چاہیے اور اصلاح کرلینی چاہیے۔

2..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (وفات ۹۱،۹۲ھ) سے مروی ہے: **اقیمت الصلوة فاقبل علینا رسول الله ﷺ بوجهه فقال اقیموا صفوفکم وتراصوا فانی اراکم من وراء ظهری.** (صحیح بخاری باب اقبال الامام علی الناس عند تسویة الصفوف ص ۱۰۰ ج ۱) ''اقامت ہوگئی آنحضرت ﷺ نے ہماری طرف توجہ کی اور فرمایا کہ صفیں سیدھی کرو اور آپس میں مل جاؤ میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔''

تفہیم: اس حدیث کے خط کشیدہ الفاظ پر غور کریں کہ یہاں بھی صف بندی اقامت کے بعد ہی کا عمل ہے مگر ہمارا عمل اس کے خلاف ہے کیونکہ ہم پہلے ہی اٹھ جاتے ہیں اور پہلے ہی صف بندی کرلیتے ہیں پھر اقامت کہی جاتی ہے۔

3..... سیدنا حضرت ابوہریرہؓ (وفات ۵۹ھ) سے مروی ہے کہ نماز کے لیے اقامت ہوگئی لوگوں نے صفیں سیدھی کرلیں تو آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور مصلیٰ پر کھڑے ہوئے مگر آپ جنبی تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو، آپ گھر گئے، غسل فرمانے کے بعد مسجد میں تشریف لائے اور آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا پھر آپ نے نماز کی امامت فرمائی (صحیح بخاری کتاب الاذان باب اذا قال الامام مکانکم حتی یرجع انتظروہ ص ۸۹ ج ۱)

تفہیم: اس حدیث میں بھی اقیمت الصلوٰۃ کے الفاظ ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ اقامت ہوگئی پھر اس کے بعد آپ ﷺ تشریف لائے معلوم ہوا کہ اقامت مقدم ہے اور نماز کے لیے کھڑا ہونا اس کے بعد کا عمل ہے۔

4..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عظیم کتاب صحیح البخاری میں ایک عنوان قائم کیا ہے: **متی یقوم الناس اذا رأوا الامام عند الاقامة** کہ لوگ کب کھڑے ہوں جب وہ امام کو دیکھیں اقامت کے وقت۔

جناب حضرت ابوقتادہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: **اذا اقیمت الصلوة فلا تقوموا حتی ترونی.** (صحیح بخاری کتاب الاذان باب حتی یقوم الناس اذا رأوا الامام عند الاقامة ص ۸۸ ج ۱) ''جب اقامت ہوجائے (پھر مجھے دیکھو کہ میں نماز کے لیے آرہا ہوں تو) جب تک مجھے نہ دیکھو تم نے کھڑا نہیں ہونا۔''

حافظ ابن حجرؒ (وفات ۸۵۲ھ) نے اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے کہ مصنف عبدالرزاق اور صحیح مسلم میں ہے کہ: فلاتقوموا حتی ترونی خرجت "جب تک مجھے کمرے سے نکلتے ہوئے نہ دیکھو تم نے کھڑا نہیں ہونا گو اقامت ہو جائے۔" ابن حبان کے حوالہ سے لکھا ہے: لاتقوموا حتی ترونی خرجت الیکم. "ان تمام الفاظ کا تقاضا ہے کہ اقامت کے وقت آنحضرت ﷺ جائے نماز پر نہیں ہوتے تھے بلکہ اپنے کمرے میں ہی ہوتے تھے، جب امامت کہی جاتی تو آپ بھی کمرے سے نکلتے بھی نہ تھے کہ صحابہ کرامؓ کھڑے ہو جایا کرتے تھے آپ نے اس سے منع فرمادیا اور حکم دیا کہ جب میں تمہاری طرف یعنی مصلیٰ کی طرف آؤں تو پھر تم نے نماز کے لیے کھڑا ہونا ہے خواہ اقامت ہو بھی جائے۔

(فتح الباری ص۹۹ ج۲)

نکتہ: یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ ہمارے امام پہلے ہی مسجد میں موجود ہوتے ہیں اور انتظار میں بیٹھے ہوتے ہیں یہاں تو مسئلہ ہی بڑا آسان ہے، موذن اقامت کہہ دے امام صاحب مصلے پر چلے جائیں نمازی حضرات اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کر صفیں سیدھی کرلیں پھر امام صاحب تکبیر اولیٰ کہہ کر نماز کا آغاز کردیں۔

اعتراض: گزشتہ بحث و گفتگو سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ ابھی اپنے کمرے میں ہی ہوتے تھے تو اقامت ہو جاتی تھی اور صحیح مسلم کے حوالہ سے مروی ہے جناب جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں: ان بلالا کان لایقیم حتی یخرج النبی ﷺ "کہ آنحضرت ﷺ کمرے سے باہر آتے تو بلالؓ اقامت کہا کرتے تھے" ان دونوں روایات میں تو تعارض ہے۔

جواب: سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے کمرے کی طرف دیکھتے رہتے تھے جونہی ذرا سی حرکت محسوس ہوتی تو فوراً اقامت کہہ دیتے، ابھی عام صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ کو نہ دیکھتے تھے پھر جب وہ بھی دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے پھر صفیں سیدھی کرنے کے بعد مصلیٰ پر تشریف لاتے اور نماز شروع کرتے۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری ص۱۰۰ ج۱)

5...... جناب امام بخاریؒ نے ایک دوسرا عنوان: الامام تعرض له الحاجة بعد الاقامة لکھا ہے، اس عنوان کے ذیل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی: اقیمت الصلوة والنبی یناجی رجلا فی جانب المسجد فماقام الی الصلوة حتی نام القوم. (صحیح بخاری کتاب الاذان ص۸۹ ج۱، فتح الباری ص۱۰۳ ج۲) "نماز کی اقامت ہوگئی اور آنحضرت ﷺ مسجد کے ایک کونے میں ایک آدمی سے آہستہ آہستہ باتیں کررہے تھے آپ اس وقت نماز کی طرف تشریف لائے جب لوگ بیٹھے بیٹھے سونے لگے۔"

تفہیم: یہاں اقامت پہلے کہنے کا ذکر ہے اور نماز کی طرف آنا اسکے بعد کا عمل ہے، فتدبروا

نکتہ: حنفیوں کا نظریہ ہے کہ جب موذن اقامت کہتا ہوا قدقامت الصلوة پر پہنچے تو امام صاحب کے لیے ضروری ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ کہہ دیں

حضرت امام بخاریؒ نے اس نظریہ کی تردید فرمائی ہے اور فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کا اسوۂ حسنہ تو یہ ہے کہ اقامت ہوگئی آپ نے مصلے کا رخ نہیں کیا اور نہ ہی قد قامت الصلوة کے الفاظ پر تکبیر تحریمہ کہی ہے بلکہ باتوں سے فارغ ہو کر نماز کا آغاز فرمایا اور اس عنوان اور حدیث سے ان لوگوں کی بھی تردید مقصود ہے جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور سعید بن مسیب کے اقوال سے استدلال کرتے ہیں کہ جب اقامت کہنے والا کہے اللہ اکبر تو لوگوں کو کھڑا ہونا چاہیے۔ جب وہ حی علی الصلوٰة کہے تو صفیں سیدھی کی جائیں اور جب وہ قدقامت الصلوٰة کہے تو امام صاحب تکبیر تحریمہ کہہ دیں (فتح الباری) اس حدیث نے مسئلہ کی وضاحت کردی ہے کہ کسی خاص لفظ پر کھڑا ہونا منقول نہیں ہے۔

6...... جناب سھل بن سعدؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ چند ساتھیوں کو لے کر قبیلہ بنوعمرو بن عوف میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے۔ جناب بلالؓ نے حسب معمول اذان کہی مگر آنحضرت ﷺ نماز کے لیے تشریف نہ لائے، جناب بلالؓ نے جناب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے عرض کیا کہ: هل لک ان تؤم الناس "کیا آپ نماز کی امامت کرائیں گے" صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ اگر آپ کی خواہش ہے تو ٹھیک ہے فاقام الصلوة فتقدم ابوبکر "جناب بلالؓ نے اقامت کہی تو جناب صدیق اکبرؓ مصلے پر تشریف لے گئے۔" (صحیح البخاری کتاب الصلح ص۳۷۰ ج۱)

تفہیم: یہاں بھی جناب بلالؓ نے اقامت کہی تو جناب صدیق اکبرؓ مصلے پر تشریف لائے اور قانون عربی اعتبار سے فتقدم میں فاء تعقیب و ترتیب کے لیے ہے، جسکا واضح مفہوم یہ ہے کہ اولاً اقامت کا عمل ہوا اور پھر اقامت کہنے پر وہ آگے مصلے پر تشریف لے گئے اور امامت کرائی۔

7...... جناب حضرت عثمانؓ اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے: اذا قامت الصلوة فاعدلوا الصفوف وحاذوا بالمناکب. (موطا امام محمد ص۸۸) "جب نماز کھڑی ہو جائے یعنی اقامت ہو جائے تو صفیں درست کرو اور کندھے برابر کرو۔"

تفہیم: یہاں بھی فاعدلوا میں فاء ہے جو ترتیب کا فائدہ دیتی ہے کہ پہلے اقامت پھر صفیں بنائی جائیں۔ (بقیہ:6)

حافظ محمد دین تلمیذ مفتی محمد صدیق سرگودھویؒ

عطاء محمد جنجوعہ

قسط نمبر:3

مفتی محمد صدیق سرگودھویؒ کے مدرسہ میں داخلہ:

حافظ جی آپ نے دینی تعلیم کس طرح حاصل کی؟ حافظ جی نے جواب دیا ''جب قرآن مجید حفظ ہوگیا تو مجھے ترجمہ کا بے حد شوق پیدا ہوا، اس کی تڑپ دل میں بدستور رہی چونکہ ہمارے ملک کے اندر بے شمار حافظ ہیں لیکن ان کو یہ نہیں پتہ نہیں ہوتا کہ جو کچھ ہم پڑھ رہے ہیں اس کا کیا مطلب ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کونسے احکامات جاری فرمائے ہیں وہ سال بھر نماز کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں۔ جب رمضان المبارک آئے مسجد کے مصلے کے وارث بن جاتے ہیں یہ اس دور کا المیہ تھا، زمانہ طالب علمی میں میری بہن کی شادی ہو رہی تھی تو والدین نے اسی موقع پر میری شادی سجادی خاندان کی خاتون سے کردی، اس کے باوجود ترجمہ کا شوق دل میں رہا یہی ولولہ لے سوئے منزل روانہ ہوا۔ سرگودھا شہر میں پہلی بار آنے کا اتفاق ہوا۔ لاری اڈا اتر کر وہابیاں والی مسجد پوچھی تو ایک صاحب کی نشاندہی پر جامع مسجد بلاک نمبر 1 میں پہنچ گیا، اس وقت مفتی محمد شفیع مرحوم بچوں کو پڑھا رہے تھے، میں بھی خاموشی سے وہاں بیٹھ گیا وہ جب فارغ ہوئے اور مجھ سے پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ حفظ قرآن دہرانا ہے اور ترجمہ پڑھنا ہے۔ انہوں نے کہا بیٹا یہاں حفظ کا انتظام نہیں اذان کے بعد نماز ہوئی تو میں نے دیکھا کہ انہوں نے رفع الیدین نہیں کیا تو میں نے نمازیوں سے کہا کہ میں نے مسجد اہلحدیث میں جانا ہے تو وہ مجھے مسجد اہلحدیث بلاک 19 بلاک سرگودھا میں لے گئے۔ جب میں مسجد میں داخل ہوا تو مفتی محمد صدیق بلوغ المرام پڑھا رہے تھے، انہوں نے میرے آنے کا مقصد پوچھا اس وقت نہایت سادہ لباس کھدر کا کرتہ اور لٹھا کا تہبند باندھا ہوا تھا، زبان سادہ تھی اردو کا علم تک نہ تھا تو میں نے اپنی ہی زبان میں مدعا بیان کیا انہوں نے کہا تمہیں ضرور پڑھائیں گے لیکن اس وقت میرے پاس گنجائش نہیں اس وقت ان کے پاس چک 101 کے چوہدری اسماعیل اور چوہدری محمد ابراہیم دکاندار تشریف فرما تھے وہ کہنے لگے کہ کتنا خوبصورت لڑکا ہے اور اس کو پڑھنے کا ذوق شوق ہے، آپ اس کو داخل کرلیں اس کے حصہ کی دو بوریاں گندم ہم دیں گے اس طرح مولانا صاحب نے مجھے مدرسہ دارالحدیث میں داخل کرلیا یہ 1957ء کی بات ہے۔

مفتی محمد صدیق مرحوم نے 1958ء میں مدرسہ کوڈی بلاک سٹلائٹ ٹاؤن منتقل کردیا۔ جہاں صرف ونحو سے لے کر قرآن وحدیث کے فہم کی تعلیم مکمل کی۔ 1964ء میں بحیثیت استاد خدمات سرانجام دیں، تمام تعلیم مفتی جماعت محمد صدیق سے حاصل کی۔ البتہ مشکوٰۃ شریف کے کچھ اسباق مولانا عبدالقہار محدث دہلوی سے پڑھے۔ ضلع سرگودھا اور بھکر کے علاقوں میں ان کے معتقد مقیم تھے وہ موسم کی مناسبت سے ان کو ملنے آتے تو وہ کچھ ایام جامعہ علمیہ میں مفتی جی کے پاس ٹھہرتے تاہم حدیث کے کچھ اسباق حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کو سنائے اور پڑھے۔

مفتی جماعت محمد صدیق سرگودھوی کی پیدائش فیروز والہ میں ہوئی، وہ دینی ودنیوی تعلیم کے بعد علم حدیث کے حصول کے لیے جامعہ رحمانیہ دہلی گئے۔ منتظم مدرسہ نے ان کی سادگی کو دیکھ کر داخلہ نہ دیا لیکن ان کے ہمراہ جو گاؤں کے نمبردار کا بیٹا تھا اسے داخلہ مل گیا جو چند دن بعد واپس گھر چلا گیا۔ مفتی جی اکثر کہا کرتے تھے کہ کسی بچے کی سادگی کو دیکھ کر داخلہ سے انکار نہیں کرنا چاہیے بلکہ بچے کے ذوق شوق کا جائزہ لے کر فیصلہ کرنا چاہیے۔ میرے استاد جی جامعہ دہلی میں داخلہ سے انکار پر مایوس نہ ہوئے بلکہ انہوں نے مجتہد العصر مفتی دوراں حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ کے ہاں دینی تعلیم کی تکمیل کی پھر انہوں نے مولا بخش لدھیانوی کے ہاں بخاری کی دہرائی کی جو مولانا محمد اسمٰعیل کے مدرسہ میں پڑھاتے تھے۔

میرے شفیق استاد مفتی محمد صدیق کو روپڑی خاندان کے تمام افراد سے اُنس تھا ان کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے تھے، مزید براں جب ان کو علمی مسئلہ درپیش ہوتا تو آپ مجھے اپنا خادم سمجھ کر ساتھ لے جاتے کچھ دن لاہور قیام کرتے، اس دوران میں نے حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ سے حدیث کا فیض حاصل کیا یہ میرے لیے بے حد سعادت ہے۔ استاذ مکرم مفتی محمد صدیق نے سرگودھا میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا تو اس وقت مفتی محمد شفیع دیوبندی کا ضلع بھر میں اثر ورسوخ تھا۔ انہوں نے امتیازی مسائل پر بحث کا آغاز کیا، جن کا مفتی جی نے مدلل انداز جواب دیا آپ کی تصنیف راہ سنت بہت مقبول ہوئی۔ پوتا کی وراثت کا مسئلہ پیدا ہوا مفتی جی نے قرآن وحدیث کی روشنی میں دلائل دیے۔ عدالتی حلقہ احباب میں آپ کو علمی شہرت حاصل ہوئی۔ آپ نے وراثت کے موضوع پر مفصل اشتہار شائع کیا جس میں نقشہ کی صورت میں وضاحت کی گئی کہ اللہ علیم نے

خاندان کے جن افراد کو وراثت میں شریک کیا اور ان کا کس قدر حصہ ہے؟ عام فہم آدمی بھی اشتہار دیکھ کر وراثت کے مسئلہ کو حل کر لیتا۔ وہ مسئلہ وراثت کے ماہر تھے اور عدالتی فیصلوں میں مفتی جی کے فیصلہ کو ترجیح دی جاتی تھی۔

اہلحدیثوں کا پٹواری: راقم الحروف نے حافظ جی سے عرض کی کہ ضلع سرگودھا کے جماعتی آپ کو اہلحدیثوں کا پٹواری کیوں کہتے ہیں؟ برادر محترم حافظ محمد دین نے اظہار خیال کیا کہ تقسیم ہند سے قبل اہلحدیث احباب اپنے علماء کو ہفتہ بھر گھر میں رکھتے وعظ و نصیحت سن کر ایمان تازہ کرتے تھے، مشرقی پنجاب کے اہلحدیث ہجرت کر کے آئے تو وہ خاندانی طور پر اکھٹے نہ پہنچ سکے بلکہ مختلف چکوک میں آباد ہوئے، وہ کسی چک میں اتنی تعداد میں نہ تھے کہ اپنی مسجد بنا سکیں، جب وہ کسی کھلے مقام پر رفع الیدین کرتے اور آمین بالجہر پکارتے تو مقامی لوگ انہیں وہابی کہہ کر نفرت کا اظہار کرتے تھے۔ انہیں خدشہ لاحق ہوا کہ یہ لوگ ہمیں وہابی سمجھ کر زمین بھی الاٹ نہیں کریں گے اس لیے وہ عموماً نماز گھروں میں پڑھ لیتے تھے۔

حضرت مولانا مفتی محمد صدیق کا اگر کسی نے دل دکھایا ہے وہی شخص مسئلہ کی بناء پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کی ہر ممکن مدد کی ہے۔ مولانا جی کو جب صورت حال سے آگاہی ہوئی کہ فلاں فلاں چک میں اہلحدیث خاندان آباد ہیں تو آپ نے مجھے خادم سمجھ کر ہمراہ لیا اور گھر گھر پہنچے اور ان کو حوصلہ دیا کہ ہم جماعت کے خادم ہیں آپ کے گھروں کی روٹیاں کھائی ہیں خود کو منظم کرو اور باجماعت نماز قائم کرو تو وہ کہنے لگے کہ حالات ایسے نہیں اگر باہر نکلے تو کئی مسائل جنم لیں گے۔ استاد جی نے وعظ و نصیحت کی کہ زمین دینا اللہ مالک الملک کے اختیار میں ہے ضلع سرگودھا کے جن چکوک میں اہلحدیث آباد ہوئے مفتی جی نے خود جا کر اروڑی کے احاطہ میں جائے نماز بچھوائی اور لوٹا رکھوایا اور کہا یہاں نماز پڑھو پھر نلکا لگوا دیا اور سرگودھا سے صف بھیج دی۔

اس طرح چک 125,30,29,101 میں اہلحدیث مساجد کی بنیاد رکھی گئی۔ میرے استاد جی کا سرگودھا کے علمی حلقوں میں اثر و رسوخ تھا جماعتی احباب الاٹ منٹ کے سلسلہ میں شہر آتے تو مدرسہ میں رہتے تھے مولانا جی ان کی آؤ بھگت کرتے، شہری احباب سے مل کر ان کی قانونی معاونت کرتے۔ ضلع سرگودھا کے چکوک میں آباد اہلحدیثوں کا روحانی طور پر تعلق روپڑی خاندان سے تھا۔ جب حالات پرسکون ہوئے تو انہوں نے علماء کو دعوت دی آنے والے معزز مہمان پہلے جامعہ علمیہ سے تشریف لائے تو میں بھی ان کے ہمراہ ہوتا۔ شہر کے جماعتی زعماء جامعہ علمیہ کی کفالت یا جماعتی نظم کے لیے سرگودھا خوشاب کے دیہی علاقوں کا دورہ کرتے، وہ بھی مجھے ساتھ رکھتے، اس لیے میرے ساتھی مجھے ازراہ مزاح اہلحدیثوں کا پٹواری کہتے ہیں۔ اس اعزاز میں میرا نہیں میرے استاد مفتی محمد صدیق کا کمال ہے، جن کے مدرسہ میں رہ کر علم حاصل کیا اور انہوں نے مجھے خادم سمجھ کر سفر و حضر میں ہمراہ رکھا، اس بنا پر سرگودھا خوشاب میانوالی اور بھکر کے اہلحدیثوں کو جانتا ہوں اور وہ مجھے پہچانتے ہیں اس دیرینہ تعلق کی وجہ سے ڈویژن کے اہلحدیث احباب 23 چک کے سالانہ جلسہ میں بھرپور شرکت کرتے ہیں۔ اللہ ان کی حاضری کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین

(جاری ہے)

سانحہ ارتحال

پچھلے دنوں جامعہ اہلحدیث لاہور شعبہ حفظ القرآن کے مدرس قاری فیاض احمد کے خالہ زاد بھائی عبدالسلام روڈ ایکسیڈنٹ میں 8 دن بیہوشی کی حالت میں ملتان ہسپتال زیر علاج رہنے کے بعد دنیا فانی سے کوچ کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم خوش اخلاق انسان تھے اور ان کی عمر 24 برس تھی مرحوم کی نماز جنازہ حافظ عبدالکریم نے پڑھائی، نماز جنازہ میں اہل علاقہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ مرحوم نے سوگواران میں ایک بیٹا جس کی عمر 4 سال، ایک بیٹی جس کی عمر 15 ماہ اور بیوہ کے علاوہ والدہ اور دو چھوٹے بھائی چھوڑے ہیں۔ قارئین کرام! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا کرے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(دعا گو: شہادت طور، لاہور)

حاجی اللہ بخش بھی چل بسے!

گزشتہ دنوں قاری فیاض احمد کے چچا حاجی اللہ بخش جو کہ سعودی عرب میں رہتے تھے۔ 8 دن قبل پاکستان آئے اور وہ شوگر کے اٹیک کی وجہ سے انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے، مرحوم نے سوگواران میں ایک بیوہ اور چار بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بشری لغزشوں سے درگزر فرما کر انہیں جوار رحمت میں جگہ عطا کرے۔ آمین (دعا گو: وقار عظیم بھٹی)

تعلیمی جائزہ

مورخہ 22 اپریل 2012ء بروز اتوار بندۂ احقر قاری حبیب اللہ بسمل اور شیخ محمد سلیم و دیگر ارکان کابینہ مرکزی جامع مسجد محمد اہلحدیث شیخ کالونی جھنگ روڈ فیصل آباد کے حکم پر مسجد مذکورہ میں زیر تعلیم طلباء طالبات کا تعلیمی جائزہ لینے کے لیے حاضر ہوا۔ مسجد ھذا میں 34 طلباء اور 18 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ 5 طلباء اور 5 طالبات غیر حاضر تھیں اس طرح 42 طلباء و طالبات امتحان میں شریک ہوئے۔ ہر ایک بچے کا امتحان لیا گیا، الحمد للہ قاری حبیب اللہ بسمل کی کہنہ مشقی اور تدریسی تجربہ بچوں کی تعلیمی حالت سے آشکارہ ہے۔ ماشاء اللہ بچوں کو خوب محنت کروائی جارہی ہے، اس میں مسجد محمدی کی انتظامیہ کا بہت دخل ہے۔ اللھم زد فزد

(المعلن: قاری حبیب اللہ بسمل، مدرس مرکزی جامع مسجد محمدی اہلحدیث)

دشمنان اسلام کی سازش

محمد ابراہیم سلفی

انیسویں صدی کے آخر میں ایک ایسے فرقے نے جنم لیا جس نے مسلمانوں کو اسلام کے نام پر گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ان کی دیرینہ خواہش یہ تھی کہ مسلمانوں کو ان کے قبلہ وکعبہ اور ان کی امنگوں اور آرزؤں کے مراکز مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے منقطع کر کے انہیں دیسوں اور وطنوں تک محصور کر دیا جائے تاکہ وہ مضبوط رابطہ اور تعلق ختم ہو کر رہ جائے جو کروڑوں انسانوں کو مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک ایک لڑی میں منسلک کئے ہوئے ہے اور جس کی بناء پر بخارا و سمرقند میں بسنے والے مسلمان وادی نیل کے باسیوں کی ادنیٰ سی تکلیف پر تڑپ اٹھے اور حجاز ونجد کے صحرانورد اور بادیہ نشیں ہمالیہ کے دامنوں میں رہنے والے کشمیر کی بلندیوں پر بسنے والوں کی مصیبت کو اپنی مصیبت تصور کرتے ہیں۔

وہ گروہ جو اس کارنمایاں کو سرانجام دینے کے لیے وجود میں لایا گیا وہ برصغیر پاک وہند میں انگریزی ایجنٹ قادیانی تھا۔ جنہیں اسلام اور مسلم دشمن قوتوں کے زیر سایہ پروان چڑھایا گیا اور امت محمدیہ کے تمام دشمنوں نے مال اور دیگر وسائل سے ان کی مدد ومعاونت کی۔ انگریز نے برصغیر میں ان کو اعلیٰ عہدے دیے، ان کے بچوں کو تعلیمی وظائف پیش کیے اور انہیں ہر ممکن سہولتیں پہنچائی گئیں۔ ہندوؤں نے بھی تحریر وتقریر کے ذریعے ان کی حوصلہ افزائی کی۔ یہودیت آج بھی اسرائیل اور افریقہ میں مختلف مراکز کے توسط سے انہیں اسلام کے مسلمہ اصولوں اور مسلمانوں کے بنیادی معتقدات کے خلاف دلائل سے مسلح کر رہی ہے۔

قادیانیت:

قادیانیت کی بنیاد ہی اس لیے رکھی گئی تھی کہ مسلم قوتوں کو زک پہنچائی جائے، اسلام کے ڈھانچے میں رخنے پیدا کر کے اور اس کے افکار ونظریات کو نیست ونابود کیا جائے۔ کیونکہ تجربات اور تاریخ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ جب بھی کسی جماعت یا کسی مخالف گروہ نے اسلام کو للکار کر میدان میں مقابلہ کرنے کی جرأت کی تو وہ اس عظیم قوت کو ذرہ بھر بھی گزند نہ پہنچا سکا بلکہ اس کے مقابلہ میں اسلام زیادہ آب وتاب سے چمکا اور اجاگر ہوا اور اس کے نام لیوا اور زیادہ ولولے اور طنطنے کے ساتھ اسکے شیدائی اور فدائی بن گئے بقول شاعر

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ اسے دبا دیں گے

یہود ونصاریٰ اور مکے کے مشرکوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ وہ اسلام کی منزلت، مرتبے اور شان کو کم کر دیں لیکن محرومیوں اور ناکامیوں کے علاوہ ان کو کچھ حاصل نہ ہوا۔

ہم سے الجھو گے تو جیو گے کیسے
ہم تو ظلم کی ہر دیوار گرا دیتے ہیں

میدان جنگ میں اگر صلیبیوں نے اس مضبوط چٹان سے ٹکرانے کی کوشش کی تو پوری قوت وطاقت کے باوجود اپنے ہی سر کو زخمی ہونے سے نہ بچا سکے۔ اگر کسی نے علمی میدان میں مناظرات یا مناقشات کے ذریعہ اس پنجہ آزمائی کی کوشش کی تو اس کے نتیجہ میں اس کی حسرتوں کا خون ہوا اور پھر اعدائے اسلام نے ترغیب وتحریص اور تہدید وتخویف کے حربے بھی آزما کے دیکھ لیے لیکن نامرادیوں نے تب بھی دامن نہ چھوڑا۔ اسلام اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ پھلتا پھولتا اور پھیلتا ہی چلا گیا، راستے کی رکاوٹیں اور بیگانوں کی سختیاں اس کی جولانیوں میں مزاحم نہ ہو سکیں۔

جزیرۂ عرب کے مشرکوں، مصر وشام اور روم ویونان کے عیسائیوں اور قریظہ وخیبر کے یہودیوں نے اس کا خوب تجربہ کیا اور پھر اس کو اپنے اپنے وقت میں ہندوؤں، بدھ مت کے پیروؤں، آتش پرستوں اور سکھوں نے بھی دہرا کر دیکھا۔ ان تلخ وترش تجربات سے دشمنان دین نے یہ سبق حاصل کیا کہ اسلام سے کھلے بندوں ٹکر لینا اپنی موت کو دعوت دینا ہے اس سے مسلمانوں کو انگیخت ہوتی ہے اور ان کی غیرت وحمیت کو ٹھیس لگتی ہے، اس لیے انہوں نے طے کیا کہ آئندہ کبھی بھی اسلام اور مسلمانوں کو کھلے میدان میں دعوت مبارزت نہ دی جائے بلکہ ہمیشہ اسے مخفی سازش اور پوشیدہ چالوں سے زیر کرنے کی کوشش کی جائے۔

دھوکے اور منافقت کی تکنیک (Technique) کو اپنایا جائے، اسلام کے نام لیواؤں میں سے اسلام ہی کے نام پر اسلام کی بیخ کنی

کرنے والے تیار کیے جائیں اوراس طرح بتدریج اسلام کے افکارو نظریات پر چھاپا مارا جائے اوراس کی حقیقی تعلیم کو مٹا کر بالآخراس کے وجود کو ختم کردیا جائے۔(نعوذ باللہ)

اسی پلان (Plan) کے تحت قادیانیت کا وجود عمل میں لایا گیا چنانچہ پہلے پہل یہ ایک اسلامی فرقے کی حیثیت سے لوگوں کے سامنے نمودار ہوئی اور بڑی چابکدستی اور ہوشیاری سے اپنے زہریلے افکاروخیالات کا مسلمانوں میں پرچار کرنے لگی کہ عام لوگوں کو اس کی اصلیت کا علم نہ ہو سکے۔ پھر آہستہ آہستہ اور باقاعدہ ترتیب کے ساتھ کچھ اندرون خانہ باتوں کو سامنے لایا گیا اور جب دیکھا کہ چند بیوقوف اور کچھ غرض مند اچھی طرح جال میں پھنس گئے ہیں اور اب ان کے لیے فرار ہونے کا کوئی چارہ نہیں رہا تو اچانک اپنے اصلی خدوخال کے ساتھ ظاہر ہوگئی۔

بہت سے لوگ جو اس تحریک کے ساتھ ناواقفیت کی بناء پر وابستگی اختیار کیے ہوئے تھے اور جن کے سینے میں نور ایمان کی کوئی کرن باقی تھی، اس تحریک کو ایک مستقل مذہب کی صورت میں ڈھلتے دیکھ کر اپنی نادانی پر پریشانی کا اظہار کر کے چھوڑ گئے اور بہت سے ''جاہل'' ''فریب خوردہ'' اور ''خودغرض'' دین اسلام اور محمد عربی ﷺ سے رشتہ توڑ کر قادیانیت اور متنبی ہندی سے رشتہ جوڑ بیٹھے۔

مرزاغلام احمد قادیانی کا تعارف:

مرزاغلام احمد قادیانی جس کی پیدائش 1839ء یا 1840ء میں ہوئی۔ اسے بچپن میں چڑیاں پھنسانے کی عادت تھی۔ دیگر کھیل کود میں بھی دلچسپی رکھتا تھا، ضدی مزاج تھا۔ بچپن میں تعلیم کا آغاز ہوگیا تھا 20 سال کی عمر تک تحصیل علم کیا۔ 1864ء میں اپنے والد کی پنشن کی ایک بھاری رقم لے کر فرار ہوگیا اور 15 روپے ماہوار پر ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں ملازمت اختیار کی۔ چار سال بعد 1868ء میں مختاری کے امتحان میں بیٹھا لیکن فعل ہوگیا۔ اس حادثہ ناکامی سے بددل ہو کر ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور وطن واپس آگیا، یہاں زمینداری اور مقدمہ بازی کے شغل میں ایک عرصہ گزارنے کے بعد 1877ء میں مذہبی سٹیج پر نمودار ہوا اور ایک مناظر اسلام کے روپ میں اسلام کی پرزور اور جذباتی وکالت کر کے عام مسلمانوں کو بہت جلد ہی اپنی طرف مائل کرلیا۔ اسی دوران اس نے تصوف کا روپ دھار کر مختلف تدبیروں اور حکمتوں سے خلق خدا پر اپنی بزرگی اور خدارسیدی کا سکہ بٹھانا شروع کیا۔ چند برس بعد اس کا ایک وسیع حلقہ ارادت تیار ہوگیا۔

اس نے مختلف قسم کے بہت سارے الہامات شائع کر دیے یہی موقع تھا جب پہلی بار علماء چونکے اور انہوں نے محسوس کیا کہ مرزا قادیانی اپنی ان کاروائیوں کے ذریعے نبی بننے کی تیاری کر رہا ہے مگر مرزا قادیانی نے ان کے اس قسم کے اندیشوں کی بڑی سختی کے ساتھ نفی کی اور ختم نبوت کے عقیدے میں بڑی پختگی کے ساتھ اپنے اٹل یقین کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ''بھلا نبی کریم ﷺ کے بعد نبی آئے تو کیسے آئے جبکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد وحی بند ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔'' (حمامۃ البشریٰ ص 20)

مرزا قادیانی کی نبوت کے تدریجی مراحل:

مارچ 1889ء میں مرزا قادیانی نے ایک دس نکاتی شرائط نامہ پر بیعت لے کر ایک باقاعدہ تنظیم کی داغ بیل ڈالی اور اس تنظیم کو مستحکم بنیادوں پر استوار کرتے ہوئے اس نے اپنے آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مجامعت اور مباشرت کا دعویٰ کیا جس کو قاضی یار محمد قادیانی نے اس انداز میں بیان کیا۔ ''حضرت مسیح موعود (مرزا) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔'' (اسلامی قربانی ص 34) استغفراللہ، نقل کفر کفر نہ باشد اور خود مرزائے قادیان کہتا ہے ''مریم کی طرح عیسیٰ بنا دیا گیا پس اس طرح میں ابن مریم ٹھہرا۔''

(کشتی نوح ص 47)

(1) گویا کہ مرزا قادیانی ہی سے جماع کیا گیا (2) اور پھر وہی حاملہ ٹھہرا (3) اور پھر خود ہی اس حمل کے نتیجہ میں پیدا ہوا۔ اور خود مرزا قادیانی رقمطراز ہے: ''اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں میرا نام ہی وہ مریم رکھا جو عیسیٰ کے ساتھ حاملہ ہوئی اور میں ہی اس فرمان باری کا مصداق ہوں۔''

ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا. (التحریم) ''اور مریم بنت عمران کی (بھی مثال ہے) جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی پھر ہم نے اس کے اندر اپنی ایک روح پھونک دی۔'' نیز لکھتا ہے ''میرے علاوہ کسی اور نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا۔''

(حقیقۃ الوحی ص 337)

پھر جنوری 1891ء میں اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان کر دیا اور ساتھ ہی ایک پانچ نکاتی منصوبہ شائع کیا جس کا مقصد تنظیم کے افراد کے درمیان باہمی ربط، مالی انتظام اور کوششوں کو مزید وسعت اور استحکام دینا تھا اور پھر مسیح موعود ہونے کی حیثیت سے اس نے رفع عیسیٰ کا انکار کر دیا بلکہ

بذریعہ کشف والہام کشمیر میں آپؑ کی قبرستان کی نشان دہی کرتے ہوئے اعلان کیا

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

پھر 1892ء میں اس نے اپنے مہدی موعود ہونے کا اعلان بھی کردیا، آخرکار 1901ء میں نبوت ورسالت کا اعلان بھی کربیٹھا جس پر مرتے دم تک قائم رہا۔ جب اس نے کھل کر اپنی نبوت کا اعلان کیا اور یہ بھی کہا کہ مجھ پر وحی آتی ہے اور میں اللہ سے ہم کلام ہوتا ہوں۔ علماء نے اس پر گرفت کی تو اس نے جواب میں کہا کہ میں مستقل نبی نہیں نہ ہی کوئی صاحب شریعت رسول ہوں۔ بلکہ آپ کی اطاعت کی وجہ ہی سے نبی ہوا ہوں اور آپ ہی کا ظل اور بروز (سایہ یا عکس) ہوں، آپ کی اسی ظلی اور بروزی کی اصطلاح پر مولانا ظفر علی خاں ایڈیٹر روزنامہ زمیندار نے ایک باریوں تبصرہ کیا

بروزی ہے نبوت قادیاں کی
برازی ہے خلافت قادیاں کی

گویا وہ بتدریج نبی بنا تھا، پہلے مجددیت کا مدعی تھا پھر مریم کا پھر مسیح کا، پھر مہدی موعود کا اور جب کام چلتا دیکھا تو نبوت کا دعویٰ کردیا اور قادیان کی سرزمین کو حرم قرار دیتے ہوئے کہا

زمین قادیان ارض حرم ہے
ہجوم خلق سے ادب محترم ہے

اگر غور کیا جائے تو اس کی تدریجی نبوت ہی اس کے نبوت کے دعویٰ کے ابطال کے لیے کافی ہے کیونکہ تمام تر سلسلہ انبیاءؑ میں سے کوئی نبی اس طرح بتدریج نبی نہیں بنایا گیا۔

<u>مرزا قادیانی کے غلط نظریات:</u>

<u>1۔اللہ تعالیٰ کے متعلق:</u>

مرزا نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں اپنے نظریات کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے۔ ''مجھے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور روزے بھی رکھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں'' (البشریٰ ج2 ص97)

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے: اللہ لا الہ الا ھوالحی القیوم لاتاخذہ سنۃ ولانوم. (البقرہ) ''اللہ وہ ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ جو حی اور قیوم وہ نہ اونگھتا ہے اور نہ سوتا ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان اللہ لاینام ولاینبغی لہ ان ینام (مسلم) ''بے شک اللہ تعالیٰ نہ سوتا ہے اور نہ ہی اس کے لیے سونا لائق ہے''

<u>2۔انبیاءؑ کے متعلق:</u>

مرزا نے نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے یہاں تک جرأت کی اور کہا کہ تمام انبیاءؑ کی خوبیاں میرے اندر جمع ہوگئی ہیں اور کہا

میں کبھی عیسیٰ، کبھی موسیٰ اور کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں بے شمار

فارسی میں کہا

انبیاء اگرچہ بودہ اند بسے
من بعد فان نہ کمتر از کسے
آنچہ دادا ست ہر نبی راجام
دارا آں جام رامرابہ تمام

''اگرچہ انبیاء بہت گزرے ہیں تاہم میں معرفت میں کسی سے کم نہیں ہوں ان میں سے جس کسی کو کوئی جام معرفت دیا گیا وہ سب کے ساب جام مجھے دے دیے گئے ہیں'' اور مزید لکھتا ہے

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسول نہاں درپیرا نم

''زندہ ہوا ہر نبی میری آمد سے تمام رسول میرے کرتہ میں چھپے ہوئے ہیں'' (نعوذ باللہ) (نزول مسیح ص100)

<u>3۔نبی کریم ﷺ کے متعلق:</u>

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ ''نبی ﷺ سے دین کی مکمل اشاعت نہ ہوسکی میں نے پوری کی ہے۔'' (حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص165)

<u>4۔قرآن حکیم کی توہین:</u>

مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ جس طرح دوسرے انبیاء پر آسمان سے کتابیں نازل ہوئی ہیں اسی طرح مرزا قادیانی پر بھی آسمانی کتاب نازل ہوئی ہے۔ جس کا نام ''کتاب مبین'' ہے اور یہ بھی قرآن مجید کی طرح آیات پر مشتمل ہے۔ اس کے بیس پارے ہیں، اس کی آیات یہ ہیں:

ان اللہ ینزل فی القادیان ''اللہ قادیان میں اترے گا''
(انجام آتھم ص55)

اور یحمدک اللہ فی عرشہ ویمشی الیک ''اور اللہ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔'' (نعوذ باللہ)

<u>5۔احادیث مبارکہ کی توہین:</u>

مرزا اپنی کتاب میں رقمطراز ہے: ''جو حدیث میرے خلاف ہے وہ ردی کی ٹوکری میں ڈال دو۔'' (معاذ اللہ) (اعجاز احمدی ص 30)

6۔حرمین شریفین کی توہین:

قادیانیوں کے نزدیک یہ بستی یعنی قادیان مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی مانند بلکہ اس سے بھی افضل ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس کی زمین حرم ہے اور اس میں ایک ایسا قطعہ زمین بھی ہے جو حقیقتاً جنت کا ایک ٹکڑا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ قادیان میں ایسا مقبرہ ہے جہاں خود محمدﷺ سلام پڑھتے ہیں (معاذ اللہ)۔ نیز مساجد قادیان مسجد نبوی، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کا مقابلہ کرتی ہیں اور غلام قادیان کا فرزند اکبر ہرزہ سرا ہے۔ ''میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتادیا ہے کہ قادیان کی سرزمین بابرکت ہے یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں (نعوذ باللہ)''.

(تقریر مرزا محمود احمد مندرج اخبار الفضل 11 دسمبر 1932ء)

اور پھر حتیٰ کہ اس نے یہاں تک جراءت کرتے ہوئے کہا

عرب نازاں تھے اگر ارض حرم پر
تو ارض قادیاں فخر عجم ہے

اپنے مسلمان بھائی کو تنگ کرنا جائز نہیں ...... وقار عظیم بھٹی

﴿اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ﴾

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کی ایذا سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں'' اسلام میں کسی کا دل دکھانا، ستانا، ایذا پہنچانا بہت بُرا ہے، ایذا رسانی کے دو ہی ذریعے ہیں، ایک زبان، ایک ہاتھ، اس لیے حضورﷺ نے ان دونوں پر پابندی عائد کردی اور فرمایا کہ اگر تمہاری زبان اور ہاتھ کی ایذا سے لوگ محفوظ رہے تو تم صحیح معنوں میں مسلمان ہوئے، کیونکہ مسلمان وہی ہوتا ہے جو اپنی اور دوسروں کی سلامتی چاہے اور انہیں کوئی تکلیف یا گزند نہ پہنچائے۔

اے یار جو کوئی کسی کو کلپائے گا
یہ یاد رہے وہ بھی کلپائے گا
اس دور مکافات میں سن اے غافل
بیداد کرے گا آج کل پائے گا

ہاتھ کی ایذا جور وستم، تعدی، زیادتی مار پیٹ، ڈکیتی اور ظلم سے ہوتی ہے اور غالباً اس سے اکثر لوگ بچ بھی سکتے ہیں کیونکہ یہ ایذا تو طاقت اور قوت پر موقوف ہوتی ہے، اگر آپ دوسروں سے زیادہ طاقت ور ہوں گے تب ہی دوسروں کو ہاتھ سے تکلیف پہنچائیں گے اور آپ کمزور ہوں تو پھر کیونکر کسی کو تکلیف پہنچا سکتے ہیں؟ مگر زبان کی ایذا ایک ایسی ایذا ہے جس سے کسی کا بچنا بہت مشکل ہے، زبان ہی سے گالی دی جاتی ہے، جھوٹ بولا جاتا ہے، چغلی کھائی جاتی ہے، غیبت کی جاتی ہے، کسی کی برائی بیان کی جاتی ہے جس سے اس کا دل دُکھتا ہے اور دل دُکھانا ہی اسلام میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

اپنے دل پر ذرا ہاتھ دھر کر دیکھیے
اے رضی دل جو دکھاتا ہے پرائے کوئی

بس ایک مومن کی شان یہی ہے کہ وہ اپنی زبان کو قابو میں رکھے، جو بول بولے پہلے اس کو تولے پھر بولے، کیونکہ طبرانی میں ایک حدیث مبارکہ ہے جس کا خلاصہ و مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنی زبان پر قابو نہیں پاسکتا، وہ حلاوت ایمانی سے محروم رہتا ہے

جو بس میں زبان نہ ہو انسان کی
نہ پائے حقیقت وہ ایمان کی

ایک بار حضورﷺ نے ایک شخص کو جنت کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر تو اپنی زبان پر قابو پالے اور جب کوئی خطا یا قصور ہو تو رو کر توبہ کرلیا کرے تو یہ دو عمل تجھے جنت میں لے جانے کے لیے کافی ہیں۔ (ابونعیم)

بیہقی میں ہے کہ حضورﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب عملوں سے زیادہ مجرب عمل یہ ہے کہ انسان اپنی زبان کی حفاظت کرے

پسندیدہ حق ہیں جتنے عمل
ہے ان سب میں حفظ لسان لے بدل

ایک موقعہ پر حضورﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن جن جن خطاؤں کی بنا پر انسان کو پکڑا جائے گا، ان میں سے اکثر خطائیں ایسی ہوں گی جو اس کی زبان سے سرزد ہوں گی۔ ایک بار حضورﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی بلاؤں اور مصیبتوں سے بچنا چاہتا ہے تو اسے خاموشی اختیار کرلینی چاہیے، کیونکہ اکثر بلائیں زبان اور گفتگو ہی سے معلق ہوتی ہیں۔ ﴿البلاء مؤکل بالقول﴾ (ابوداود) ایک موقع پر حضورﷺ نے فرمایا کہ خاموشی اختیار کرنا حکمت اور دانائی پر دال ہے جو خاموش رہے گا وہ شیطان پر غالب رہے گا کیونکہ خاموش رہنا بھی ایک قسم کی عبادت ہے۔

سنو گوشِ دل سے نبیﷺ کا یہ کہنا
کہ افضل عبادت ہے خاموش رہنا

خاموشی کی تلقین اس لیے کی گئی ہے کہ اس سے انسان میں سوچ بچار پیدا ہوتی ہے۔ اپنی بات کو جانچنے اور تولنے کا موقعہ ملتا ہے اور یہ پتہ چل جاتا ہے کہ میری ذات سے کسی کو رنج تو نہیں پہنچا جب یہ سوچ پیدا ہوجائے تو سمجھ لیجئے کہ اس حدیث پر عمل ہوگیا۔

مادی مفادات کی دنیا اور انسانیت کا روحانی خسارہ

پروفیسر رعیت علی

آج امریکہ یورپی ممالک اور اکثر ترقی یافتہ مشرقی ممالک کے سرمایہ دار افراد کے محلات دیکھ کر فراعنہ قدیم کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، ان افراد نے ذہانت کے ساتھ دنیا کے وسائل دولت کے خزینوں سے دولت کے انبار چھین کر اپنی تجوریاں بھری ہیں۔ آج عصر جدید کے امریکی اور یورپی بنک، ملٹی نیشنل کمپنیاں اور بزنس امپائرز پوری دنیا کو اپنے سیاسی اور مالیاتی تسلط میں جکڑے ہوئے ہیں۔ دور جدید کے یہ فرعون اور قارون پوری دنیا میں حلقہ اقتدار برقرار رکھے ہوئے ہیں، بڑے بڑے ادیب، دانشور اور قلم کاران کی سوچ اور فکر کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ حلقہ ہائے فکر و دانش میں بیٹھے بڑے بڑے مفکرین ان کی فکری یلغار کا مشن پورا کر رہے ہیں۔ ان مفکرین اور سرمایہ دار افراد نے جو ثقافتی فضا تخلیق کی ہے اس کے اساسی عناصر دولت پرستی، لذت پرستی، عیش پرستی اور مذہبی والہامی قدروں سے آزاد عالمی سماج کی تخلیق کے رجحانات ہیں۔

آج کے ذرائع ابلاغ کے ذریعے شکم و شہوت کے تصورات کو عام کرنے کی عالمی تحریک تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے، پیسے کی ریس نے عجیب مناظر تخلیق کیے ہیں، عالمی سپر پاورز دنیا بھر کے سرمائے اور قدرتی و مالیاتی وسائل پر قبضہ جمانے کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ آج حیوانی ولذاتی نظام حیات کو دنیا میں رواج دینے کے لیے ذرائع ابلاغ اپنا مشن دیانتداری اور جان فشانی کے ساتھ سرانجام دے رہے ہیں۔ شہروں سے باہر پوش ایریاز میں وسیع بنگلہ نما حویلیاں آباد ہو رہی ہیں ان حویلیوں کے احاطوں میں کھڑی لمبی لمبی گاڑیاں ان حویلیوں کے مکینوں کی معاشی اور سماجی حیثیت کا زبان حال سے اس طرح تعارف پیش کرتی ہیں کہ عام آدمی ان کی شان و شوکت سے احساس کمتری کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔ آج تیسری دنیا کے سیاستدان، بیوروکریٹ، صنعت کار، بزنس مین، جرنیل اور نو دولیتے اتنی پراپرٹی کے مالک ہیں کہ ان میں سے ایک قارون کے پاس قدیم دور کے بادشاہوں سے زیادہ دولت موجود ہے۔ تیسری دنیا۔ ایشیاء اور افریقہ میں کروڑوں لوگ بھوک، جہالت، بیماری، دکھ، مصیبت اور اذیت کا شکار ہیں، ان ممالک کے مزدور، ہاری، محنت کش، دھقان، چھوٹے ملازمین اور غریب طبقے زندگی کی مشکلات کا بوجھ برداشت کرنے کی صلاحیت سے عاری ہوتے جا رہے ہیں۔ دولت مند افراد کے گھر دولت کے انباروں سے معمور ہیں، ان میں دنیا جہان کی لذتیں جمع ہیں اور ان کے بچوں کے رخسار سیب اور انار کی سی سرخی لیے ہوئے ہیں۔ جبکہ غرباء کے بچے بھی احساس کی لہروں سے معمور ہیں، وہ فروٹ، گوشت، انڈا، مچھلی او بیکری کی تیار کردہ مٹھائیاں، میٹھی ٹافیاں، دودھ، جوس، تفریح، صحت، تعلیم اور زندگی کی خوشیاں طلب کرتے ہیں، مگر یہ خوشیاں حکمرانوں اور ان کے کاسہ لیس حواریوں اور بڑے بڑے سرکاری افسران کے گھروں میں موجود ہیں۔ غرباء کے تاریک ظلمت کدے ان مسرتوں سے خالی ہیں، مسرتیں دولت کے ساتھ وابستہ ہیں، دولت پر ان سفاک درندوں کا قبضہ ہے، ان کے پاس ہزاروں ایکٹر اراضی ہے، دنیا کے بنکوں میں ان کے کھربوں ڈالرز محفوظ ہیں، ان کے پاس کارخانے ہیں، ان کی تجارتی کمپنیاں ہیں، غریبوں کے بچے ان کے غلام ہیں۔

آج کی فکری، سماجی اور تمدنی و مالیاتی غلامی قدیم دور کی غلامی سے ہزار درجہ بدتر ہے۔ اس کے ساتھ عیاش طبقے نائٹ کلب آباد کرتے ہیں رقص و سرور کے کلچر کو عام کرتے ہیں، دنیا میں جنگیں برپا کرواتے ہیں اور یوں کروڑوں بچے، عورتیں، جوان اور بے بس بوڑھوں کے خون سے اپنا دامن ظلم آلودہ کرتے ہیں لیکن اسکے ساتھ ساتھ یہ لوگ روحانی مسرت کے اجالوں سے محروم ہیں، یہ ذہنی امراض میں مبتلا ہیں، جنونیت کا زہر ان کی روحوں کی گہرائیوں میں سرایت کر گیا ہے، یہ نیند کی گولیاں کھاتے ہیں، پری پیکر بیویاں رکھتے ہیں، بڑے بڑے خزانوں کے مالک ہیں مگر ان کی روحیں مفلس ہیں انکی روحیں بدی کے اندھیروں میں مقید ہیں، دنیا کا کوئی سائیکاٹرسٹ ان کا علاج کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

آج کے دور میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صدائے توحید بلند کرنے کی ضرورت ہے تاکہ نمرودان عصر حاضر کی روحیں توحید کی ان شمشیر بارنواؤں سے پاش پاش ہو جائیں اور یوں دنیا ان کے مکروفریب سے آزاد ہو کر روحانی تقدس کی مطہر و پاکیزہ فضاؤں میں آبسے۔

(بقیہ:6)

تبصرہ کتاب

عبدالرشید عراقی

نام کتاب: مرقع سیرت

تالیف: پروفیسر عبدالجبار شاکرؒ

حسن یوسف، دمِ عیسیٰ، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

لاکھوں اور ہزاروں درود وسلام ہوں رحمت للعالمین ﷺ پر جنہوں نے دنیائے ظلمت کو روشنی اور اجالے سے منور کردیا۔ جنہوں نے اس کائنات کی تقدیر کو بدل دیا، جنہوں نے صدیوں سے قعرِ مذلت میں گرے ہوئے انسان کو انسانیت کے بلند وارفع پر سرفراز کیا۔

ہادی عالم ﷺ کی سیرت (سوانح حیات) ایسا اعلیٰ وارفع موضوع ہے کہ اس موضوع پر لکھنا اور پڑھنا دلوں میں سرور پیدا کرتا ہے اور دلوں کو سکون نصیب ہوتا ہے۔ پریشانیاں دور ہوتی ہیں، آپ ﷺ کی سیرت پر آج تک ہر قرن، ہر زمانہ کے اہل علم وقلم نے اپنے اپنے انداز میں اور اپنی اپنی زبانوں میں کتابیں لکھیں اور ان کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کتنی کتابیں زیر تصنیف آچکی ہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت صرف مسلمانوں ہی نے نہیں لکھیں بلکہ غیر مسلموں یعنی یہودی، عیسائی، ہندو، سکھ، مصنفین نے بھی اس میں بڑا حصہ لیا۔ الغرض بلاخوف وتردد کہا جاسکتا ہے کہ دنیا میں جتنی کتابیں خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ پر تصنیف ہوئی ہیں آج تک کسی دوسرے انسان کی سیرت پر نہیں لکھی گئیں اور نہ قیامت تک لکھی جائیں گی۔

ایک یورپین سیرت نگار لکھتا ہے: ”حضرت محمد ﷺ کے سوانح نگاروں کا وسیع سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا غیر ممکن ہے لیکن اس میں جگہ پانا قابل فخر چیز ہے۔ دنیا کی کوئی ایسی زبان نہیں ہے کہ جس میں آنحضرت ﷺ کی سیرت، منصۂ شہود پر نہ آئی ہو۔ برصغیر (پاک وہند) میں عربی، فارسی، اردو، پشتو، انگریزی، بنگالی، سندھی، بلوچی اور جو بھی زبان بولی جاتی ہے آپ ﷺ کی سیرت پر کتابیں لکھی گئیں۔“

پروفیسر عبدالجبار شاکر کی ذات تعارف کی محتاج نہیں، وہ اپنی ذات میں ایک انجمن اور اکیڈمی تھے اور ان کے عہد میں پورے ایک عہد کا خلاصہ جمع ہوگیا تھا، ان کی شخصیت بڑی متواضع اور ان کی رائے بڑی وقیع اور باوزن ہوا کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا، طبیعت میں اعتدال، رائے میں توازن، فکر میں گہرائی، فہم وبصیرت میں اعلیٰ وارفع، زہد وورع اور تقویٰ وطہارت کے پیکر، اخلاق وشرافت کا مجسمہ ٹھوس مطالعہ ان کا سرمایہ علم، عمل وفضل کے اعتبار سے ایک جامع اور منفرد شخصیت اور اتباع سنت میں سلف صالحین کا نمونہ اور اپنی کتاب دوستی کی وجہ سے پورے پاکستان میں جانی پہچانی شخصیت تھے۔

سیرت النبی ﷺ پر ان کی لائبریری میں مختلف زبانوں میں چار ہزار سے زائد کتابوں کا ذخیرہ موجود تھا۔ سیرۃ النبی ﷺ کا موضوع ان کا پسندیدہ موضوع تھا، اس کتاب میں مرحوم شاکر صاحب کی سیرت النبی ﷺ سے متعلق تحریروں میں سے مقدمے، دیباچے، تعارف، فلیپ اور تبصرے جمع کیے گئے ہیں اور یہ کتاب (7) ابواب پر مشتمل ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ (۱) تحقیق وتنقید سیرت (۲) تعارف وتجزیہ کتب سیرت (۳) مقدمات فلیپ ودیباچے برکتب سیرت (۴) تبصرہ جات برکتب سیرت (۵) مقدمات ودیباچے برکتب نعت ومنظوم سیرت النبی ﷺ (۶) پنجابی کتب پر مقدمے اور دیباچے (۷) انگلش کتب پر مقدمات اور دیباچے (مجموعی تعداد ۵۶) ہے۔ مرحوم شاکر صاحب کی تحریر میں بڑی جامع، الفاظ بڑے جچے تلے، نادر تشبیہیں، اچھوتے استعارات ہوتے تھے اور ان کی تحریر حشو وزواہد سے پاک ہوتی تھی، سیرۃ النبی ﷺ سے ان کو والہانہ محبت تھی جیسا کہ اپنے ایک مقالہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

”محاسن اسلام کا سرمایہ محاسن مصطفوی یا سیرت نبوی میں جھلکتا دے گا، فضائل اخلاق کا کوئی عملی نمونہ یا پیکر مجسم اگر تاریخ میں دکھائی دیتا ہے تو وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی اعلیٰ وارفع سیرت کے علاوہ کوئی اور سرمایہ نہیں۔ اسوۂ حسنہ کا یہ وہ منبع ہے جس سے خوشہ چینی کرنے والوں سے حق تعالیٰ نے ان کی زندگیوں میں راضی ہونے کا اعلان کردیا، اگر ایک طرف محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت کی کوئی دوسری مثال دکھائی نہیں دیتی تو دوسری طرف اصحاب رسول ﷺ سے بہتر کوئی جماعت بھی دکھائی نہیں دیتی۔“

(منقول از پندرہ روزہ المنبر فیصل آباد، تذکار پروفیسر عبدالجبار شاکر ص ۳۲۰)

علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری کی بے نظیر کتاب ”رحمۃ للعالمین ﷺ“ پر فلیپ میں لکھتے ہیں: ”سیرۃ النبی ﷺ ایک سدابہار موضوع ہے، قرآن مجید نے ”ورفعنالک ذکرک“ کی جو صدا بلند کی اس کا فیضان ہر اعتبار سے قیامت تک جاری رہے گا۔ آیات قرآنیہ میں آپ ﷺ کی سیرت کے متنوع پہلوؤں کو آشکارا کیا گیا ہے، صحابہ کرامؓ کی پاکیزہ زندگیاں بھی آپ ﷺ کی سیرت کا انعکاس ہیں، اس طرح کائنات میں یہ واحد سیرت ہے جس کا تسلسل ایک معجزنما اثر رکھتا ہے، آپ ﷺ کی سیرت کے موضوعات کا متنوع بھی سیرت کا ایک روشن باب ہے“ (ص ۱۸۶) یہ کتاب بیت الحکمت لاہور کے اشاعتی ادارہ کتاب سرائے الحمد مارکیٹ، اردو بازار لاہور نے شائع کی ہے، صفحات کی تعداد ۳۹۸ ہے۔

امیر جماعت اہلحدیث پاکستان کا دورۂ پشاور و خطاب دفاع پاکستان کونسل

حضرت الامیر حافظ عبدالغفار روپڑی اور جناب محمد شہزاد 15 اپریل 2012ء کی رات 12 بجے بذریعہ DAIWO پشاور میں دفاع پاکستان کونسل کے اجلاس میں شرکت کے لیے روانہ ہوئے۔ صبح 7 بجے پشاور میں دونوں حضرات یونیورسٹی ٹاؤن پہنچے جہاں پر صوبائی امیر جماعت اہلحدیث خیبر پختونخواہ پروفیسر ثناء اللہ اور ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث خیبر پختونخواہ محمد ادریس خلیل (راقم) استقبال کے لیے موجود تھے۔ ہم حضرت الامیر اور محمد شہزاد کو اپنے گھر ناشتہ کے لیے لے گئے، ناشتہ کے بعد جماعتی امور پر تفصیلی گفتگو کی گئی، اس کے بعد حضرت الامیر اور محمد شہزاد نے کچھ دیر آرام کیا۔

حضرت الامیر نے راقم الحروف کو ذمہ داری سونپی کہ وہ دفاع پاکستان کونسل کے سربراہی اجلاس میں شامل ہوں، اسی دوران حضرت الامیر حافظ صاحب، محمد شہزاد اور پروفیسر ثناء اللہ خان کو جامعہ امام ابوحنیفہؒ کے ڈائریکٹر جناب ظاہر شاہ کی طرف سے جامعہ کو دیکھنے کی دعوت ملی اور یہ حضرات اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے جامعہ امام ابوحنیفہؒ کے دورہ پر چلے گئے، اور راقم کو یہ ہدایت کی گئی کہ وہ ہمارے جلسہ گاہ پہنچنے تک کارکنان کے ساتھ وہیں رہ کر ہمارا انتظار کریں، جلسے سے پہلے تمام جماعتوں کے سربراہان کی میٹنگ میں آپ شرکت کریں اور جماعت کی نمائندگی کریں۔ راقم الحروف نے جماعت اہلحدیث پاکستان کی نمائندگی کی جس وقت جلسہ گاہ میں حضرت الامیر حافظ صاحب، محمد شہزاد، مولانا ثناء اللہ خان پہنچے تو میں ان کے استقبال کے لیے وہاں موجود تھا، ہم تمام لوگ حضرت حافظ صاحب کی زیر قیادت جلسہ گاہ میں داخل ہوئے۔

وہاں پر موجود قائدین نے زبردست استقبال کیا حضرت الامیر حافظ صاحب جب اسٹیج پر پہنچے تو 2 بجے کا وقت تھا۔ اس وقت صوبائی قائدین کی تقریریں جاری تھیں، کچھ دیر بعد مرکزی قائدین کی تقریریں شروع ہوئیں تو سب سے پہلے حضرت الامیر حافظ عبدالغفار روپڑی کو دعوت خطاب دی گئی۔ حافظ صاحب نے بڑے مدبرانہ اور مدلل انداز میں خطاب کیا، جس میں انہوں نے کہا پاکستان کے حکمران اور امریکہ ہر مسئلے کو اپنے انداز سے دیکھتے ہیں، حافظ صاحب نے پاکستان کے حکمرانوں کو خبردار کیا کہ پاکستان کی عوام نے نیٹو سپلائی بحال نہ کرنے کے حق میں فیصلہ کیا ہے، اس لیے نیٹو سپلائی بحال نہیں ہوگی۔

دفاع پاکستان کونسل مولانا سمیع الحق کی قیادت میں پوری طرح متحرک و منظم ہے اور اپنے موقف سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے گی۔ جماعت اہلحدیث پاکستان کی طرف سے دفاع پاکستان کونسل کے تمام قائدین کو مکمل حمایت و تائید کا یقین دلایا۔ تقریباً 4 بجے جلسہ گاہ سے واپسی روانگی پر مولانا عبدالعزیز نورستانی سے ملاقات کے لیے جامعہ الاثریہ پہنچے۔

وہاں پر ہمارا بھرپور استقبال کیا گیا، حضرت حافظ صاحب نے جامع الاثریہ کا دورہ کیا اس دوران حافظ صاحب کو تفصیلات اور تمام شعبوں کے بارے میں آگاہ کیا گیا اس کے بعد مولانا عبدالعزیز نورستانی کی طرف سے پر تکلف چائے کا اہتمام کیا گیا۔ جس کے بعد دعوتی و تبلیغی پروگراموں کے متعلق تفصیلی بات چیت ہوئی۔ پھر وفد واپسی کے لیے روانہ ہوا، راستے میں حضرت الامیر کو پشاور کے تاریخی اور مشہور مقامات دکھائے حافظ صاحب نے پشاور کا مشہور قصہ خوانی بازار دیکھا، واپسی پر صدر کے راستے ہم یونیورسٹی ٹاؤن پہنچے۔ رات کو کھانے میں پروفیسر ثناء اللہ خان نے پشاور کے مشہور تکہ ہوٹل میں کھانے کی دعوت دی۔ یہ تکے حافظ صاحب نے بہت پسند کیے، ہماری خواہش تھی کہ حضرت الامیر ہمارے ساتھ کچھ اور وقت بھی گزارتے مگر جامعہ اہلحدیث اور جماعتی ذمہ داریوں کی وجہ سے وہ مزید وقت نہیں دے سکے۔ اس لیے حافظ صاحب نے رات کو ہی لاہور جانے کا فیصلہ کیا۔ کھانے کے بعد پروفیسر ثناء اللہ خان نے اپنے گھر میں قہوے کا اہتمام کیا۔ ہوٹل سے ہم قہوہ پینے کے لیے پروفیسر صاحب کے گھر آئے، یہاں پر حافظ صاحب نے پروفیسر صاحب کے گھر اور اولاد میں خیر و برکت کے لیے دعا کی۔ اس کے بعد واپسی ہوئی اور راقم الحروف نے حضرت الامیر حافظ عبدالغفار روپڑی اور محمد شہزاد صاحب کو ڈائیو کے ٹرمینل پر رخصت کیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت حافظ صاحب اور ان کے رفقاء اور جماعتی ساتھیوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ پیر کے دن صبح 10 بجے حضرت الامیر حافظ صاحب کا فون آیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم بخیریت لاہور پہنچ گئے ہیں تو دل کو تسلی ہوئی۔

(رپورٹ: محمد ادریس خلیل ناظم اعلیٰ)

☆..........☆..........☆

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
فون مرکزی دفتر (042) 5854010
فون مدیر اعلیٰ تنظیم اہلحدیث (042) 6581025
C.P.L - 104

علماء اور طلباء کے لیے خوش خبری

حدیث شریف کی مشہور کتاب سنن ابن ماجہ کی ایک جامع شرح

إنجاز الحاجة (عربی)

فضیلۃ الشیخ
محمد علی جانباز
رحمہ اللہ تعالیٰ
کے قلم سے

تاجرانہ قیمت
4000/- روپے

ناشر
دار النور
اسلام آباد پاکستان
Mobile:
0333-5139853
0321-5336844

۹ جلدوں پر مشتمل ◉ عمدہ کاغذ ◉ گولڈن ڈائی دار جلد

ملنے کے پتے

مکتبہ قدوسیہ
رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Tel: 042-37230585
Mobile:0321-4460487

اسلامک بک سٹور
اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد
Mobile:
0300-9723252